عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۲۱ تا ۲۹/صفر ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۷/اپریل ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۱۳

قیمت: ۷ روپے

علم کی فضیلت

حفاظتِ قرآن کا غیبی انتظام

نالۂ دل

مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی یادیں

دُعا کی اہمیّت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

کیا گوتم بدھ کو پیغمبروں میں شمار کر سکتے ہیں؟

س:...... اعلیٰ تعلیم یافتہ جدید ذہن کے لوگ گوتم بدھ کو بھی پیغمبروں میں شمار کرتے ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

ج:...... قرآن وحدیث میں کہیں اس کا ذکر نہیں آیا۔ اس لئے ہم قطعیت کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے۔

شرعی حکم یہ ہے کہ جن انبیائے کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی قرآن کریم میں ذکر کئے گئے ہیں ان پر تو تفصیلاً قطعی ایمان رکھنا ضروری ہے اور باقی حضرات پر اجمالاً ایمان رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے بندوں کی ہدایت کے لئے جتنے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا' خواہ ان کا تعلق کسی خطہ ارضی سے ہو' اور خواہ وہ کسی زمانے میں ہوئے ہوں' ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں۔

کسی نبی یا ولی کو وسیلہ بنانا کیسا ہے:

س:...... قرآن شریف میں صاف صاف آیا ہے کہ جو کچھ مانگنا ہے مجھ سے مانگو لیکن پھر بھی یہ وسیلہ بنانا کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

ج:...... وسیلہ کی پوری تفصیل اور اس کی صورتیں میری کتاب "اختلاف امت اور صراط مستقیم" حصہ اوّل میں ملاحظہ فرمالیں۔ بزرگوں کو مخاطب کرکے ان سے مانگنا تو شرک ہے' مگر خدا سے مانگنا اور کہنا کہ: یا اللہ! بطفیل اپنے نیک اور مقبول بندوں کے میری فلاں مراد پوری کردیجئے' یہ شرک نہیں۔

صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۱۳۷ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا منقول ہے:

"اے اللہ! ہم آپ کے دربار میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ توسل کیا کرتے تھے' پس آپ ہمیں باران رحمت عطا فرماتے تھے' اور (اب) ہم اپنے نبیؐ کے چچا (حضرت عباسؓ) کے ذریعہ توسل کرتے ہیں' تو ہمیں باران رحمت عطا فرما۔"

اس حدیث سے توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور توسل باولیاء اللہ دونوں ثابت ہوئے۔ جس شخص سے توسل کیا جائے اسے بطور شفیع پیش کرنا مقصود ہوتا ہے۔

بحق فلاں دعا کرنے کا شرعی حکم:

س:...... بحق فلاں اور بحرمت فلاں دعا کرنا کیسا ہے؟ کیا قرآن وسنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے؟

ج:...... بحق فلاں اور بحرمت فلاں کے ساتھ دعا کرنا بھی توسل ہی کی ایک صورت ہے' اس لئے ان الفاظ سے دعا کرنا جائز اور حضرات مشائخ کا معمول ہے۔ "حصن حصین" اور "الحزب الاعظم" ماثورہ دعاؤں کے مجموعے ہیں' ان میں بعض روایات میں "بحق السائلین علیک' فان للسائل علیک حقا" وغیرہ الفاظ منقول ہیں' جن سے اس کے جواز واستحسان پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ ہماری فقہی کتابوں میں اس کو مکروہ لکھا ہے۔ اس کی توجیہ بھی میں "اختلاف امت اور صراط مستقیم" میں کرچکا ہوں۔

توفیق کی دعا مانگنے کی حقیقت:

س:...... توفیق کی تشریح فرمادیجئے۔ دعاؤں میں اکثر خدا سے دعا کی جاتی ہے کہ اللہ فلاں کام کرنے کی توفیق دے۔ مثال کے طور پر ایک شخص یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دے مگر وہ صرف دعا ہی پر اکتفا کرتا ہے اور دوسروں سے یہ کہتا ہے کہ جب مجھے توفیق ہوگی تب میں نماز شروع کروں گا۔ اس سلسلے میں وضاحت فرمادیجئے تاکہ ہمارے بھائیوں کی آنکھوں پر پڑا ہوا توفیق کا پردہ اتر جائے۔

ج:...... توفیق کے معنی ہیں کسی کارِ خیر کے اسباب من جانب اللہ مہیا ہوجانا' جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے تندرستی عطا فرما رکھی ہے اور نماز پڑھنے سے کوئی مانع اس کے لئے موجود نہیں' اس کے باوجود وہ نماز نہیں پڑھتا بلکہ صرف توفیق کی دعا کرتا ہے وہ درحقیقت سچے دل سے دعا نہیں کرتا بلکہ نعوذ باللہ دعا کا مذاق اڑاتا ہے' ورنہ اگر وہ واقعی اخلاص سے دعا کرتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ نماز سے محروم رہتا۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

جلد: ۲۴ شمارہ: ۱۳ ۲۱ تا ۲۷/صفر ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۷/اپریل ۲۰۰۵ء

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر مسئول
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر مسئول
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
سید اطہر مظلیم
مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور کرانا
ناظم مالیات: رجال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و کمپوزنگ: محمد ارشد محترم
محمد فیصل عرفان

شمارے میں

حکومت فریب دہی کی سیاست ترک کردے	(اداریہ)	4
حفاظت قرآن کا غیبی انتظام	(مولانا محمد ازہر)	6
علم کی فضیلت	(مولانا محمد احمد انور ماکوٹی)	8
دعا کی اہمیت	(محمد احمد فوزی)	15
مولانا منظور احمد الحسینی کی یادیں	(مولانا مشتاق الرحمن)	17
ملفوظات حضرت تھانوی رحمہ اللہ	(مولانا مفتی عبدالستار)	19
مولانا غلام محمد رحمہ اللہ	(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)	20
جانِ دل	(مولانا عزیز الرحمن رحمانی)	22
حضرت مولانا منظور احمد الحسینی کی یاد میں تعزیتی اجلاس	(اشفاق احمد بخشی)	25
عقائد اسلام اور مرزائیت	(مفتی محمد راشد مدنی)	27

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۴۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۳۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۲۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 / اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک حضوری باغ برانچ ملتان / کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲، ۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rahmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کا اخراج

حکومت فریب دہی کی سیاست ترک کر دے

گزشتہ دنوں وزیر دفاع راؤ سکندر اقبال اور وزیر اطلاعات شیخ رشید احمد نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ حکومت سے یہ سفارش کی کہ جو مشین پاسپورٹ اصل پاسپورٹ جاری ہو رہے ہیں ان میں مذہب کی مہر لگائی جائے۔ واضح رہے کہ غیر اعلانیہ طور پر حکومت آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی جانب سے پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کے اخراج کے خلاف جاری مہم کے جواب میں مذہب کے اظہار کے لئے کسی بھی صفحہ پر ایک مہر لگا دیتی تھی کہ حامل پاسپورٹ مسلم ہے یا غیر مسلم۔ اس کا ایک نقصان یہ بھی تھا کہ ہمارے محکموں کی ناقص کارکردگی ایک لمحہ میں مسلم کو غیر مسلم اور غیر مسلم کو مسلم بنا دیتی تھی۔ یہ عمل انتہائی ناقص تھا اور مزید ابہام اور شکوک وشبہات پیدا کرنے کا باعث بن رہا تھا۔ جبکہ دوسری طرف شنید یہ تھی کہ قادیانیوں کی ایک بہت بڑی تعداد اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے حرمین شریفین جا رہی ہے اور مقامات مقدسہ کا تقدس پامال کر رہی ہے جس سے وہاں امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے۔

آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے حکومت سے شروع سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ پاسپورٹ میں حامل پاسپورٹ کے کوائف کے صفحہ پر جس جگہ پہلے مذہب کا خانہ موجود تھا' اسی جگہ مذہب کا خانہ شامل کر کے نئے پاسپورٹ پرنٹ کئے جائیں تاکہ مذہب کا خانہ بھی پرنٹ ہو' جبکہ جو پاسپورٹ مذہب کے خانہ کے بغیر جاری ہو چکے ہیں' انہیں کینسل کر کے جن افراد کو وہ پاسپورٹ جاری ہوئے' انہیں بغیر کسی نئی فیس کے دوبارہ پاسپورٹ مہیا کئے جائیں اور مذہب کے خانہ کے بغیر شائع شدہ پاسپورٹ کا جو اسٹاک موجود ہے اسے فوری طور پر تلف کیا جائے' اس کے ساتھ مذہب کے خانہ پر مشتمل نئے مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ فوری طور پر پرنٹ کر کے جاری کئے جائیں اور اس کام میں مزید تاخیر کر کے مسلمانان پاکستان کے غیظ وغضب کو آواز نہ دی جائے۔

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس مسئلہ کو جان بوجھ کر طول دے رہی ہے۔ حکومت کو شاید یہ علم نہیں کہ ایسے حساس معاملات میں جان بوجھ کر تاخیر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرتی ہے۔ حکمران یہ بھول رہے ہیں کہ ہماری قوم عقیدۂ ختم نبوت وناموس رسالتؐ کے تحفظ اور قادیانیوں کو لگام دینے کے لئے اپنی جان کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرتی اور اپنے مقصد کے حصول کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو عبور کرنا اچھی طرح جانتی ہے۔ اگر حکومت نے عوام کو دھوکہ دینا نہ چھوڑا اور پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے کے بجائے قادیانیوں کو تقویت پہنچانے اور ان کا ساتھ دینے کی روش جاری رکھی تو وہ یاد رکھے کہ مسلمانان پاکستان کے نزدیک اس ملک میں باغیان محمد مصطفیٰ کے لئے کوئی جگہ نہیں' یہاں صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری چلے گی۔ حکمرانو اب بھی وقت ہے' اپنا قبلہ درست کر لو اور پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کر کے فوری طور پر نئے پاسپورٹ جاری کرنا شروع کر دو اور مذہب کے خانہ کے بغیر جاری شدہ پاسپورٹ منسوخ کر دو' یہ مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ ہے جسے تمہیں ہر صورت پورا کرنا پڑے گا۔ ہماری آواز تمام مسلمانوں کی ترجمان ہے۔ وقت کا مورخ اپنا فیصلہ لکھ رہا ہے۔ حکمرانو! قادیانیوں کے حامی بننے کے بجائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی بنو' قادیانیوں کو تقویت پہنچانے کے بجائے امت مسلمہ کو تقویت پہنچاؤ اور پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کر کے بروز قیامت سرخروئی کے حق دار بنو۔

آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس اسلام آباد کا مشترکہ اعلامیہ

آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس اسلام آباد' متحدہ مجلس عمل میں شریک جماعتوں کا یہ مشترکہ اجتماع حکومت کی کھلی قادیانیت نوازی پر انتہائی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس امر کا واضح اور دوٹوک الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ:

۱:.....تحفظ ناموس رسالت ایکٹ میں ترمیم اور پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کو ختم کر کے حکومت نے قادیانیت نوازی کی بدترین مثال قائم کی ہے۔ حکومت کے یہ اقدامات اوران پر مسلمانوں کے مسلسل احتجاج کے باوجود حکومت کی مجرمانہ خاموشی ملک کے اقتدار پر قادیانیوں کے قبضہ کی غماز ہے۔

۲:.....حکومت کے موجودہ اقدامات نے قادیانیوں سے متعلق ماضی میں ہونے والے آئینی اوراعلیٰ عدالتی فیصلوں کو عملی طور پر غیر مؤثر بنادیا ہے۔

۳:..... برصغیر میں تحریک ختم نبوت کے لئے امت مسلمہ کی ایک صدی پر محیط پُر امن آئینی جدوجہد کے ثمرات کو مٹا کر حکومت عملاً قادیانیوں کو اسلامیان وطن کے سروں پر مسلط کرنا چاہتی ہے۔

۴:.....پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی کے مطالبہ کی تائید نہ صرف حکمراں جماعت کے صدر' وزیراعظم' وزرائے اعلیٰ' وفاقی وزیر مذہبی امور' وفاقی وزیر اطلاعات نے کی بلکہ سرحد اسمبلی' ملک کی متعدد ڈسٹرکٹ اسمبلیوں اور بارایسوسی ایشنوں نے قراردادیں منظور کیں۔ اس کے علاوہ تین سابق وزرائے اعظم نے بھی مطالبہ کیا۔ ملک بھر کی دینی جماعتوں' تمام مکاتب فکر کے علماء' مشائخ نے متفقہ طور پر آواز بلند کی۔ کراچی سے خیبر تک کوچہ و بازار میں مذہب کے خانہ کی بحالی کا مطالبہ کیا گیا۔ ان سب مطالبوں کے باوجود حکومت کی اس حساس مسئلہ پر مجرمانہ خاموشی پر آج کا یہ اجتماع متفقہ طور پر اس مسئلہ میں واحد کاوٹ جنرل پرویز مشرف کو قرار دیتا ہے۔

۵:.....جنرل پرویز مشرف کا کوٹ باری' اوکاڑہ اور واشنگٹن میں قادیانیوں کے گھروں میں دعوتیں کھانا اوران سے انتہائی قریبی تعلقات اس بات کا کھلا اظہار ہے کہ وہ اپنے غیرملکی آقاؤں کے اشاروں پر قادیانی لابی کے ہاتھوں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کی مقدس جدوجہد اور عظیم قربانیوں کو پامال کرنا چاہتے ہیں۔

۶:.....تیس سال سے پاسپورٹ میں موجود مذہب کے خانہ کو ختم کرنا قادیانیوں کے ناپاک قدموں سے حرمین شریفین کی حرمت کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔

۷:.....آج کا یہ عظیم اجتماع برملا اس کا اظہار کرتا ہے کہ ہماری پُرامن جدوجہد پر حکومت کی نہ صرف مجرمانہ خاموشی بلکہ نادرا اور وزارت داخلہ کو قادیانیوں کے ہاتھوں یرغمال بنادیا گیا ہے۔ اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ اب ملک بھر کی تمام دینی جماعتوں' مکاتب فکر کے علماء' مشائخ کے سامنے یہ صورتحال رکھ کر اپنی پُرامن و آئینی جدوجہد کو تیز تر کیا جائے اور تمام دینی جماعتیں' تمام مکاتب فکر مل کر کوچہ و بازار میں قادیانیوں اوران کے ہم نوا حکمرانوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے میدان عمل میں آجائیں۔

۸:.....تحصیل سطح پر پورے ملک میں آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے گا تاکہ تحاریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء' ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی طرح عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پوری امت مسلمہ کو متفقہ پلیٹ فارم مہیا کریں۔

۹:.....آج سے ہم اپنی اس جدوجہد کا اعلان کرتے ہیں اور ناموس رسالتؐ کے پروانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ حکومتی عہدوں پر فائز قادیانی افسروں کی سو فیصد حتمی فہرست تیار کریں تاکہ قوم کو بتایا جاسکے کہ ایک اقلیتی گروہ کو اکثریت کے حقوق پامال کرنے کا حق دیا جارہا ہے۔

۱۰:.....ہم اللہ رب العزت کی رحمت' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت' شہدائے ختم نبوت کی لازوال قربانیوں کو گواہ بنا کر آج یہ عہد کرتے ہیں کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی اور قادیانیوں کی سازشوں کے انسداد تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

حفاظت قرآن کا غیبی انتظام

مولانا محمد ازہر

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

قرآن کریم کی معجزانہ شان کے ایمان افروز واقعات‘ قرآن کی صداقت کے نقوش ہمیشہ صفحۂ ہستی پر ثبت کرتے رہیں گے‘ جس سے اہل ایمان کے قلوب یقین و ایمان کی دولت پائیں گے اور غیروں کے لئے یہ اتمام حجت اور سامان دعوت ہوگا۔ قرآن کریم کی شان اعجاز کے پہلو بے شمار ہیں‘ اس کے مفردات‘ ترکیب کلمات‘ اسلوب بیان‘ جامعیت مضامین‘ بیان حقائق‘ انتہائے بلاغت‘ غیبی خبریں‘ بے مثال تاثیر اور عدیم النظیر حفاظت‘ سب اپنے اندر اعجازی شان لئے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کے بیان کردہ علوم و معارف اور حقائق کے بارے میں دنیا کے سلیم العقل اہل فکر اور دانشوروں کا اتفاق ہے کہ حقائق کے یہ خزینے اور کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ نزول قرآن سے اب تک ہر دور میں اس کی صوری اور معنوی شان اعجاز اپنی صداقت کا سکہ منواتی رہی ہے۔ جہاں قرآن کریم کے علوم و معارف اور معانی کی حفاظت کے لئے حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے محیر العقول انتظام فرمایا گیا وہیں اس کے ظاہر اور الفاظ کی حفاظت کے لئے حیرت انگیز نظام قدرت ترتیب دیا گیا۔ قرآن پاک کے صرف الفاظ کی حفاظت کے لئے لاکھوں سعادت مندوں نے ہر دور میں اپنی زندگیاں وقف کئے رکھیں۔ حفاظ کرام نے الفاظ و مخارج کا حق ادا کیا تو علمائے امت نے ان کے مطالب و معانی کی حفاظت کے لئے پہرے دیئے۔

قرآن کریم کی حفاظت کے تاریخی واقعات پڑھ کر انسانی عقل ششدر رہ جاتی ہے اور اس کے سوا کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی کہ یہ قدرت کا غیبی نظام ہے جو انسانی فہم سے بالاتر ہے۔ غور کیا جائے تو غیر عرب مسلمانوں کے لئے ایک اجنبی زبان کی ضخیم کتاب کو یاد کرنا ایک دشوار عمل ہے‘ پھر یہ کہ قرآن کریم میں متشابہات بکثرت ہیں جن کی وجہ سے حفظ کرنا مزید مشکل ہو جاتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن کریم کے حافظ کے لئے قوم یا حکومت کی طرف سے کوئی تنخواہ یا اعزاز نہیں‘ نیز حفظ کرنے کے بعد تاحیات اس حفظ کو باقی رکھنے کے لئے محنت شاقہ اور تکرار کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان موانع کا تقاضا تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم لوگ اس دولت کو حاصل کر پاتے مگر مشاہدہ یہ ہے کہ ان تمام موانع اور رکاوٹوں کے باوجود امت میں لاکھوں افراد قرآن کریم کے حافظ موجود ہیں اور روز بروز ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے‘ یہ قرآن کریم کی صداقت کا کھلا ہوا نشان ہے۔

قرآن کریم کی صداقت کا اس سے بھی نمایاں تر اور بدیہی نشان یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کسی مسلمان کو ظاہری اسباب و وسائل اور مشقت کے بغیر یا بالکل معمولی مدت میں حفظ قرآن کریم کی دولت عطا فرمادیں‘ اس طرح اس کے واقعات بھی بکثرت تاریخ میں موجود ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کا اعادہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ حال ہی میں اسی نوع کا ایک واقعہ قارئین کے لئے طمانیت قلب کا موجب ہوگا۔ یہ سات سالہ بچے کا پانچ ماہ سے کم مدت میں قرآن کریم حفظ کرنے کا واقعہ ہے‘ جس نے اسلاف کے حیرت انگیز حافظہ کی یاد تازہ کردی ہے۔ احمد پور شرقیہ (ضلع بہاولپور) کے ایک دینی ادارہ جامعۃ الحنیف الاسلامیہ کے سات سالہ طالب علم محمد ساجد ولد عبدالحمید (پیدائش ۲۸/دسمبر ۱۹۹۶ء) نے اپنے چچا اور جامعہ کے استاذ حافظ عبدالمجید صاحب کے پاس یکم اگست ۲۰۰۳ء کو نورانی قاعدہ سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا اور حیرت انگیز طور پر ۱۸/جنوری ۲۰۰۴ء کو قرآن کریم مکمل حفظ کرلیا۔ اس دوران اٹھائیس یوم کی تعطیلات ہوئیں‘ اس حساب سے بچے کی تدریسی مدت چار ماہ تیئیس دن بنتی ہے‘ جو حفظ قرآن کریم کی غیر معمولی مثال ہے۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد احمد صاحب نے اس سلسلہ میں ۲۷/اپریل کو ”اعجاز قرآن کانفرنس“ منعقد کرنے

کا اعلان کیا تو احقر نے روزنامہ اسلام میں کانفرنس کے انعقاد کا اشتہار دیکھ کر مدرسہ کے مہتمم صاحب اور مذکورہ بچے کے استاذ صاحب سے فون پر رابطہ کیا' معلوم ہوا کہ اس بچے نے بعض پارے چار چار دنوں میں' بعض تین دنوں میں' بعض دو دنوں میں اور بعض ایک دن میں یاد کئے۔ یہ حق تعالیٰ شانہ کے فضل وکرم اور قرآن کریم کے اعجاز کا کھلا ہوا نشان ہے۔ اگرچہ بعض بالغ افراد یا کم عمر بچوں نے اس سے کم مدت میں بھی قرآن کریم یاد کرکے اس کی اعجازی شان کو اجاگر کیا ہے مگر موجودہ دور میں جبکہ حفظ قرآن کو معاذ اللہ وقت کا ضیاع قرار دیا جارہا ہے اور قرآنی علوم ومعارف کو چھوڑنے اور عصری علوم کو مقصد زندگی بنانے کی تحریکیں چلائی جارہی ہیں۔ اس قلیل مدت میں قرآن کریم کا حفظ ہوجانا قرآن کی اعجازی شان کا ظہور ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ننھے حافظ محمد ساجد کا خاندان کوئی علمی یا تدریسی پس منظر نہیں رکھتا والد صاحب کا پیشہ کھیتی باڑی ہے اور والدہ گھریلو خاتون ہیں۔ بس حق تعالیٰ شانہ جسے چاہیں اپنی عنایات سے نواز دیں۔

اسلاف میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے حج کے سفر میں صرف ایک ماہ میں قرآن کریم یاد کیا تھا' جبکہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے شیخوخت میں جب بالعموم یادداشت کمزور ہوجاتی ہے مالٹا جیل میں دس ماہ کی مدت میں قرآن کریم یاد کیا۔ امام شافعیؒ نے ایک ماہ میں قرآن یاد کیا تھا اور ہر روز ایک ختم کا معمول تھا۔ خواجہ مودود چشتیؒ نے سات سال کی عمر میں حفظ کیا' خواجہ حذیفۃ المرعشیؒ نے سات سال کی عمر میں قرأت سبعہ مکمل حفظ کرلی تھیں' علامہ ابن حجرؒ نے نو سال کی عمر میں حفظ مکمل کیا تھا' امام محمد بن حسن شیبانیؒ نے مکمل قرآن کریم ایک ہفتہ میں یاد کیا تھا' امام محمدؒ کی سیرت "بلوغ الامانی" میں مذکور ہے کہ جب آپ فقہ کی تعلیم کے لئے امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام صاحبؒ نے فرمایا کہ قرآن کریم یاد ہے یا نہیں؟ امام محمدؒ نے عرض کیا کہ نہیں' فرمایا: پہلے قرآن کریم حفظ کرو پھر تحصیل فقہ کے لئے آنا۔ امام محمدؒ چلے گئے اور سات دن تک غائب رہے' پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے پورا قرآن ازبر کرلیا ہے۔ امام صاحبؒ نے امتحاناً متعدد مقامات سے سن کر حفظ کی تسلی فرمائی اور اطمینان کے بعد اپنے درس فقہ میں شامل فرمالیا۔

واضح رہے کہ اس وقت امام محمدؒ کی عمر صرف چودہ برس تھی اور آپؒ بے ریش تھے۔ آپؒ انتہائی خوبصورت تھے' چنانچہ امام اعظمؒ نے غایت تقویٰ کی بنا پر انہیں اپنے سامنے بٹھانے کی بجائے پس پشت بیٹھنے کا حکم دیا' جب امام محمدؒ کی داڑھی آگئی اور چراغ کی روشنی میں باریش چہرے کا سایہ دکھائی دیا تو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی۔ علامہ ابن لبانؒ نے صرف پانچ سال کی عمر میں قرآن کریم یاد کرلیا تھا۔ حفظ قرآن کریم کے بے شمار تاریخی واقعات کا استقصاء مقصود نہیں' صرف یہ عرض کرنا ہے کہ یہ محیر العقول واقعات شہادت دے رہے ہیں کہ حفاظ قرآن کریم کے پس پردہ دست قدرت کارفرما ہے اگرچہ اسباب کے درجے میں حق تعالیٰ شانہ حفظ قرآن کریم کا کام اپنے بندوں سے لے رہے ہیں مگر وہ وقتاً فوقتاً ایسے واقعات ونشانات ظاہر فرمادیتے ہیں جو فاعل حقیقی اور قادر مطلق کے دست قدرت کی خبر دیتے ہیں۔ بلاشبہ حق تعالیٰ اس پر بھی قادر ہیں کہ وہ ماؤں کے بطون سے پیدائشی حافظ پیدا فرمادیں مگر یہ حق تعالیٰ کی عادت جاریہ نہیں' ہاں خرق عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ ماضی قریب میں اس کی ایک مثال شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے اپنے ایک مضمون "اشرف البیان فی معجزات القرآن" میں ذکر کی ہے۔ مولاناؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ میرا خود دیکھا ہوا ہے' جس زمانہ میں میرا قیام مدرسہ راندیریہ رنگون میں تھا تو ہندوستان سے ایک شخص رنگون آیا' اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی' جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہ تھی۔ اس نے کہا کہ یہ لڑکی حافظ قرآن ہے اور بغیر پڑھے پڑھائے پیدائشی حافظ ہے۔ آپ جہاں سے چاہیں ایک آیت پڑھ دیں یہ اس سے آگے دس بارہ آیتیں پڑھ دے گی۔ چنانچہ رنگون میں بہت سے مقامات پر اس کا امتحان لیا گیا' جیسا کہا تھا ویسا ہی دیکھا گیا۔ رنگون کے لوگوں نے اس لڑکی کو بہت انعام دیا' اس کے باپ کی آمدنی اسی لڑکی کے اس کمال ہی سے تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ اسے آمدنی کا ذریعہ نہ بناؤ' مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح یہ لڑکی زیادہ نہ جئے گی۔ چنانچہ میرا خیال صحیح نکلا' اگلے سال میں نے سن لیا کہ اس بچی کا انتقال ہوگیا ہے۔

بہرحال قرآن کریم کے اعجازی واقعات تو ہر زمانہ میں رونما ہوتے رہیں گے مگر نفع اسی کو ہوگا جس نے قرآنی تعلیمات کو زندگی کا رہنما بنایا اور اس کے پیچھے چلا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کامل اور عمل صالح نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

علم کی فضیلت

مولانا محمد احمد انور مانکوٹی

عزیز طلباء کرام! اس وقت حضرت مہتمم صاحب کے ارشاد کے مطابق ہمیں حکم ہوا ہے کہ ذرا مل بیٹھیں، باتیں کریں، نصیحت کے اگر آپ محتاج ہیں تو میں بھی ہوں ورنہ آپ دن میں نصیحتیں ہی نصیحتیں پڑھتے ہیں۔

آپ کا تو سونا بھی سونا ہے:

سارا دن آپ کا علم کی طلب میں گزرتا ہے، آپ کا جاگنا پڑھنے میں ہے، جاگنے میں تو پڑھنے کا مقصد ہے، کھانے پینے میں تو اس لئے تاکہ کچھ توانائی اور صحت حاصل ہوگی تو پڑھیں گے اور سونے میں اس لئے تاکہ سستی دور ہو جائے، پھر پڑھیں گے۔ تو جاگنا بھی پڑھنے میں اور کھانا پینا بھی پڑھنے میں ہے اور سونا بھی پڑھنے میں ہے تو آپ کا سونا بھی ''سونا'' ہے۔ کہیں یوں نہ سمجھنا کہ جاگتے بھی سوتے ہیں اور سونے میں بھی جاگتے ہیں، کئی ایسے ہیں کہ جو سوتے تو ہیں ہی اور جب پڑھنے بیٹھتے ہیں تب بھی سوتے رہتے ہیں۔

آپ تو اللہ کا انتخاب ہیں:

میں نے بھی زندگی غفلت میں، سونے میں گزار دی۔ میں تو یہی کہوں گا کہ ''من نکردم شما حذر بکنید'' میں نے تو گزار دی ہے آپ یوں نہ گزاریئے۔ کچھ کر گزریں، کرلیں وقت اب بہت کم ہے، فرصت کے لمحات کم ہیں، اللہ نے دین کی امانت و ذمہ داری آپ کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے، آپ کو جگہ جگہ سے چن چن کر یہاں بھیجا ہے۔ انتخاب اللہ نے کیا ہوا ہے آپ لوگوں کا۔ ایک آدمی کی گود میں اگر کوئی بے حساب قیمت کی کوئی چیز امانت رکھ دے تو اب اگر وہ اس امانت کی ذمہ داری کا احساس کرے تو اسے کسی کروٹ میں آرام چین نہیں آسکتا۔

طلباء کی فضیلت:

یہ دین اسی طرح پڑھتے پڑھاتے یہاں تک آیا ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ آج تم مجھ سے سن رہے ہو، کل لوگ تم سے سننے کے لئے آئیں گے۔ آپ سے سننے والوں کے پاس بھی لوگ آئیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

> ''اے میرے صحابہؓ نوجوان لوگ زمین کے کناروں سے (اطراف سے) علم کی باتیں پڑھنے اور سننے تمہارے پاس آئیں گے۔ پس قبول کرو تم ان کے متعلق خیر کی وصیت۔''

حضرت ابو سعید خدریؓ جہاں اس حدیث کے روای ہیں، وہاں اس حدیث پر عمل کیا کرتے تھے، اگر کوئی ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے یا سیکھنے آتا تھا تو بڑی محبت سے اس کا استقبال کرتے اور کہا کرتے تھے:

> ''تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے۔''

درجہ بدرجہ استدراجاً آپ کے لئے بھی یہی حکم ہے، گویا کہ آپ بھی جہاں پہنچتے ہیں آپ کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

امام ترمذیؒ کا ارشاد:

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نے سنن ترمذی کتاب لکھ دی اور پھر خراسان، عراق، شام کے علماء کے پاس بھیجی، ان کو دکھائی اور ان حضرات نے اس کو قبول کیا اور فرمایا (امام ترمذیؒ نے) کہ میں اس بات کے کہنے کے لائق ہوں کہ: ''ان البیت الذی فیہ ھذا'' جس گھر میں یہ میری کتاب اور حدیث کا مجموعہ ہے وہ یوں نہیں ہے کہ وہ صرف کتاب ہے بلکہ فکان فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتکلم گویا کہ اس گھر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرمارہے ہیں۔

وقت کی قدر کریں:

آج بھی حدیثیں ہمارے ساتھ کلام کر رہی ہیں، ہمیں بتارہی ہیں، میں آپ سے کیا کہوں؟ آپ کے پاس وقت ہے، اللہ نے فرصت دی ہے آپ اپنے اس وقت کی قدر کریں۔ مقصد کو سامنے رکھیں یہ نصیحت نہیں بلکہ تذکیر و یاددلانا ہے۔

کچھ محنت کرلیں:

میں نے بھی اس وقت کے صحراؤں میں عمر گزاری ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے: "کما انتم کذا کنا کما نحن تکونون" اتنی تو (عربی) سمجھتے ہو ناں! کچھ محنت کریں کر جائیں کچھ وقت بڑا قیمتی ہے اس میں محنت کرلیں۔

طالب علمی والا الہام:

آپ اپنے مقصد کا مراقبہ کیا کریں۔ ایک تو بزرگ صوفیا تزکیہ کے لئے مراقبے کراتے ہیں لیکن طالب علم کا مراقبہ الگ ہے مجھے کبھی کبھی الہام ہوا کرتا ہے وہ طالب علمی والا الہام ہے۔

طلباء کا مراقبہ:

طالب علموں کا مراقبہ یہ ہے کہ وہ اپنے چوبیس گھنٹے کے وقت میں سوتے وقت چند لمحات بیٹھ کرے پوری توجہ کے ساتھ یہ دھیان کرا اور سوچے کہ اس چار دیواری میں کیوں آیا ہوں؟ میں نے گھر چھوڑا ہے والدین چھوڑے ہیں اقرباء چھوڑے ہیں گھر کا آرام چھوڑا ہے گھر کی چارپائیاں چھوڑ کر یہاں کی چٹائیوں پر رگڑے کھاتا ہوں گھر کے اچھے اچھے لذیذ کھانے چھوڑ کر ایسا سالن کھاتا ہوں جس کے ساتھ وضو کے جواز کا آپ فتویٰ دیا کرتے تھے۔

آپ نے لذتیں چھوڑی ہیں اپنی راحتیں چھوڑی ہیں مزے چھوڑے ہیں ایک دو لمحے بیٹھ کر یہ سوچ لیا کریں کہ میں نے یہ سب چیزیں کیوں چھوڑی ہیں؟ میں یہاں کیا کرنے آیا ہوں؟ اور میں اس مقصد کے لئے محنت کر رہا ہوں تو کتنا کامیاب ہوں؟ اگر نہیں کر رہا تو کچھ کرنا چاہئے جبکہ میں تمام چیزوں کی قربانی دے کر آیا ہوں۔

آپ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا:

لوگوں کو اس دین کے حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے شوق دیا تو اس کے لئے انہوں نے محنتیں کی ہیں قربانیاں دی ہیں اور اسی محنت کے ذریعے سے آج تک دین چلا آرہا ہے اور اسی طرح چلتا رہے گا آپ کے لئے کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا ایک طبقہ قیامت تک رہے گا اور اللہ ان کی مدد کرتا رہے گا اور ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

اپنے بزرگوں کی تاریخ پر نظر رکھئے:

اس عزم کے ساتھ آپ نے تیار ہونا ہے۔ ہمارے بزرگوں کی تاریخ عظیم تاریخ ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ سے ایک مسئلہ منوانے کے لئے تین حکومتوں نے زور لگایا: (۱) معتصم (۲) متوکل (۳) منصور۔ یہ تین خلیفے زور لگا کے چلے گئے اذیتیں پہنچا پہنچا کر چلے گئے جیلوں میں دھکیلتے چلے گئے لیکن امام بن حنبلؒ کی ذات بھی آج تک اپنے علم کی شکل میں زندہ ہے اور ان کا مسئلہ بھی موجود ہے۔ کوڑے لگانے والوں کو اکثر دنیا نہیں جانتی۔

امام مالکؒ کو ایک مسئلے کی بناء پر حاکم وقت نے کوڑے لگوائے۔ امام اعظمؒ کا تو جنازہ ہی جیل سے نکلا۔ ان لوگوں کی یہ قربانیاں کسی جائیداد یا دکان کے لئے یا مکان کے لئے یا کسی دنیوی فائدے کے لئے نہیں تھیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کے زمانے میں بڑے طلباء جانتے ہوں گے کہ خلق قرآن کے مسئلہ میں یہ بات ہوئی تھی کئی عالم ایسے تھے کہ جو تعبیر بدل کر حکومت کا نشانہ بننے سے بچ گئے تو امام احمد بن حنبلؒ سے بادشاہ کوئی بات کہتا تو وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے قرآن کی کوئی آیت سنایئے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی روایت سنایئے کہ جس کا میں قائل ہو جاؤں۔ اس کے بغیر میں کیا مانوں؟ آپ کے چچا نے جیل میں جا کر کہا کہ فلاں مولوی صاحب نے یوں کہہ دیا ہے اس کی معافی ہوگئی؟ حکومت نے ان کو چھوڑ دیا ہے لہٰذا آپ بھی اپنی تعبیر بدل لیں مسئلہ نہیں بدلتا تعبیر بدلتی ہے تعبیر جانتے ہو؟

تعبیر کا مطلب یہ ہے کہ اباجی کی بجائے والد صاحب کہہ لیں ماں کا خصم نہ کہو والد صاحب کہو یہی تعبیر کا بدلنا ہے۔

بادشاہ کا خواب اور تعبیر:

ایک بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سب دانت ٹوٹ گئے ہیں۔ بادشاہ کے تو ہر قسم کے درباری ہوتے ہیں۔ مولوی خوابوں کی تعبیریں دینے والے بھی تو اس نے ایک معبر بلایا کہ تعبیر بتاؤ تو مولوی صاحب یہ سن کر کے بادشاہ کے سارے دانت گر گئے ہیں کہنے لگا کہ بادشاہ سلامت! خواب بڑا خطرناک ہے آپ کے جیتے جی آپ کا سارا خاندان اقرباء و رشتہ دار ختم ہو جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا کہ پکڑو اس کو اور پھینکو جیل میں۔ ایک اور آیا اور کہا: ہاں جی خواب کی تعبیر بتلایئے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے سارے دانت گر گئے ہیں تو کہنے لگا ماشاء اللہ بڑا ہی مبارک خواب ہے آپ سارے خاندان سے لمبی عمر پائیں گے یہ تعبیر ہے۔ بادشاہ خوش ہوا اور کہنے لگا کہ انعام دو اس کو۔

وقت کی قدر تبلیغ والوں سے سیکھئے:

وقت کی قدر کریں وقت ضائع نہ کریں بتا رہا تھا کہ کیوں آیا ہوں؟ اور اپنے آنے میں کس قدر کامیاب ہوں؟ آپ تبلیغ والوں کے پاس بیٹھتے ہوں گے یقیناً وہ کہتے رہتے ہیں کہ کام کرنے کا ہے کرتے کرتے مرنا ہے مرتے مرتے کرنا ہے۔

کتاب بینی کا روگ اور موت کی کشمکش:

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے آخری

لمحات تھے تو کچھ حضرات طبیعت پوچھنے گئے تو لیٹے ہوئے ہیں اور کتاب پکڑی ہوئی ہے جبکہ ڈاکٹر ان کو زور سے روک رہے ہیں۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے فرمایا: حضرت! کون سا ایسا علم ہے کہ جو اس وقت آپ کو اٹکا ہوا ہے؟ بہت خدمت کی ہے بہت کچھ کرلیا ہے اور اگر کوئی ایسی ضروری بات ہے تو ہمیں حکم فرمایئے ہم خادم حاضر ہیں کتاب دیکھ کر ہم بتادیں گے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ”جو روگ کتاب دیکھنے کا مجھے لگا ہوا ہے اس کا کیا کروں؟“

مرنا ہی ہے تو بخاری پڑھا کر کیوں نہ مروں:

ہمارے حضرت شیخ رحمہ اللہ جن کی یہ بہار آپ دیکھ رہے ہیں اور جن کا یہ چمن لگایا ہوا ہے ان کے آخری لمحات تھے ڈاکٹر آرام کے لئے مشورہ دیتے تھے اور ذرا سی طبیعت سنبھلتی تو بخاری شریف پڑھانے بیٹھتے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ حضرت کچھ آرام کیا کریں بہت پڑھالیا ہے تو فرمانے لگے کہ جب مرنا ہی ہے تو بخاری پڑھا کر کیوں نہ مروں۔ یہ کام ہی کرنا ہے اور کرتے کرتے مرنا ہے۔

سو اشرفیوں اور سو جوتوں کا انعام:

ہارون الرشیدؒ کے پاس ایک آدمی آیا اپنا فن دکھانے کے لئے اور کہنے لگا کہ میں فن دکھاؤں گا آپ کو تو ہارون الرشید نے کہا کہ بتاؤ! وہ کہنے لگا دربار لگے گا میں حاضر ہوں گا تو دربار لگ گیا اور ہارن کے پاس وہ آیا۔ دربار میں سامنے اس نے ایک سوئی گاڑی اور دس بارہ گز کے فاصلے پر کھڑے ہوکر سوئی کے ناکے میں سے دھاگہ گزارا تو سارے درباری بڑے خوش ہوئے اور اس کو کہنے لگے کہ تو نے یہ کمال کیسے حاصل کیا؟ کہنے لگا کہ بڑی محنت کی ہے بڑا وقت لگایا ہے اس فن کے لئے۔ ہارن الرشید نے کہا کہ واقعی اس نے اپنے فن پر بہت محنت کی ہے اور خزانچی کو کہا کہ اس کو سو اشرفیاں انعام دے دو اور ساتھ ہی کہنے لگا کہ سو جوتے بھی اس کو لگاؤ انعام تو اس لئے دیا کہ اس نے فن دکھایا ہے مگر سو جوتے اس کی سزا ہے کہ ایسے فن پر وقت ضائع کیا کہ جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

کرکٹ نہیں کریکٹر کی ضرورت ہے:

کرکٹ کے پیچھے پھرتی ہے ساری دنیا کرکٹر ہیں کہ کریکٹر نہیں ہے ساری دنیا اب کرکٹر تو بن رہی ہے کریکٹر جانتے ہو کسے کہتے ہیں؟ کریکٹر کردار کو کہتے ہیں۔

ان دونوں ٹیموں کو گولی ماردو:

جرمنی کے ملک میں ہٹلر کے زمانے میں بھی یہ کھیل تھا کھلاڑی لگے رہے ایک دن لگا دو دن لگے کئی دن لگ گئے اس کے باوجود میچ کو ہٹلر برابر سرابر دیکھتا رہا خود بھی اور درباری بھی دیکھتے رہے جب میچ کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تو کہنے لگا کہ دونوں ٹیموں کو کھڑا کرو اور گولی ماردو ایسا کھیل ہے کہ جس کا کوئی انجام و نتیجہ ہی نہیں۔ کچھ لوگ وقت کی قدر جانتے ہیں اپنے وقت کا انجام دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنی محنت کا ثمرہ دیکھنا چاہتے ہیں آپ بھی ان میں سے ہوجایئے۔

اس نیت سے تو سبق پڑھا ہی نہیں تھا:

میں چھوٹا سا تھا آپ میں بھی ہوں گے کچھ چھوٹے دارالعلوم ربانیہ ایک مدرسہ ہے فیصل آباد کے علاقہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تو ایک سال میں وہاں گیا۔ داڑھی تھی نہیں چھوٹا سا تھا یہ غالباً کنز الدقائق قدوری کے سال کا قصہ ہے وہاں ہمارے ایک استاذ تھے جو بہت عظیم استاذ اور عظیم محدث تھے بہت ہی عجیب حافظہ تھا ان کا۔ میں بھی ترجمہ پڑھنے کے لئے گیا نیا نیا گیا ہوا تھا تین کلاسیں کمرہ میں موجود تھیں میں بھی کونے میں بیٹھ گیا ہمارے حضرت مولانا عبدالمجید صاحب ہیں کہروڑ پکا کے یہ بھی وہاں موجود تھے ایک دن شام کو عصر کے بعد یہ مولانا عبدالمجید صاحب کہنے لگے کہ بڑے استاذ محترم کے پاس چلنا ہے ذرا فلاں کام ہے تو میں بھی چلا گیا ان کے ساتھ تو وہ بہت دھیمے نرم لہجے میں گفتگو فرماتے میں جا کے ساتھ بیٹھا کام کرنے کے لئے تو کہنے لگے کہ اچھا حضرت مولانا صاحب کہاں سے آئے ہیں؟ تو میں نے بتایا کہ فلاں جگہ سے آیا ہوں پھر پوچھا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں؟ میں نے چار پانچ کتابیں جو سبق پڑھتا تھا وہ بتادیں تو حضرت مجھے فرمانے لگے کہ اچھا ماشاء اللہ پھر فرمانے لگے اچھا آج آپ نے پانچ سبق پڑھے پانچ کتابوں کے آپ کسی کتاب کے سبق کی ایک بات مجھے بتادیں کنز اصول الشاشی اور کافیہ کے جو اسباق آپ نے پڑھے ہیں تو ان کی کوئی ایک بات بتادیں کہ یہ مسئلہ فلاں فلاں کتاب میں پڑھا ہے یا پانچ سبقوں میں سے کسی سبق کی آج مجھے کوئی بات بتائیں۔ اب میری بلا جانے میں نے اس انداز سے سبق پڑھنے کا فیصلہ ہی نہیں کیا تھا میں بیٹھ گیا سر جھکا کے بیٹھا رہا بیٹھا رہا وقت ختم ہوا میں مولانا عبدالمجید صاحب کے ساتھ اٹھ کے باہر آگیا۔

دو میں سے ایک کرنا ہوگا:

میں اپنے کمرے میں بیٹھا سوچ رہا ہوں اپنے آپ سے کہہ رہا ہوں کہ دو کاموں میں سے ایک کرنا ہوگا یا وہاں جانا چھوڑ دوں گا دوبارہ نہ جاؤں یا کم از کم اپنے پانچ سبقوں میں سے کسی نہ کسی سبق کی کوئی نہ کوئی بات تو ذہن میں لے کے جاؤں۔ اگر دوبارہ پوچھ لیں تو بتاسکوں۔ یہ اللہ کا شکر

ہے کہ میں نے اس آخری بات کو فیصلے میں ترجیح دے دی' جانا نہ چھوڑا بلکہ مسلسل جانا شروع کر دیا۔ حضرت کے پاس بیٹھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے شوق نصیب کر دیا۔

خیر المدارس کی در و دیوار سے علم سنائی دیتا ہے:

یہاں خیر المدارس آ کے ہم نے لوگوں کو پڑھتے دیکھا' پڑھا تو پھر بھی ایسا ہی' خیر المدارس کی در و دیوار سے ہمیں علم کی گونج سنائی دیا کرتی تھی اور علم کا نور دکھائی دیا کرتا تھا۔

ایک سال میں ۹۶۰ مسئلے:

آپ کو اس لئے بتاتا ہوں کہ آپ فیصلہ کر لیں' آپ قسم سے ایمان سے کہیں کہ صرف پڑھنے والا طالب علم ہفتے میں اگر پانچ دن سبق پڑھتا ہے چلو چھ دن نہ سہی میں تو کہا کرتا تھا کسی زمانے میں کہ ہفتے میں طالب علم چار دن پڑھتا ہے' کیسے.....؟ جمعرات آتی ہے تو ہم جمعہ کی چھٹی میں سبقوں کو ٹالتے ہیں' خراب کرتے ہیں اور ہفتہ آتا ہے تو وہ جمعہ کے ماتم میں گزر جاتا ہے' ہائے چلی گئی چھٹی' جمعرات ہے تو آئے گی' چھٹی' تو تین دن ہمارے گئے اور چار دن پڑھا۔ یہ چھٹی آتی بھی ہے تو خراب کرتی ہے اور جاتی بھی ہے تو خراب کرتی ہے تو چار دن پڑھا۔ چلو پانچ دن آپ نے پڑھا تو صرف والا طالب علم اگر چھ دن میں صرف کی چھ باتیں یاد کرے' یا پانچ یا چار باتیں یاد کرے تو آپ سال میں کم از کم آٹھ مہینے پڑھتے ہیں' آٹھ مہینوں میں صرف کے چار مسئلے روزانہ پڑھنے والا آٹھ مہینے میں ۹۶۰ مسئلوں کا حافظ بن جائے گا۔ ایک سال میں نو سو ساٹھ مسئلوں کا صرفی ۹۶۰ مسئلوں کا نحوی' ۹۶۰ مسئلوں کا اصولی' ۹۶۰ مسئلوں کا فقہی' یہ تو اگلے سال کسی کو سامنے نہیں کھڑا ہونے دے گا۔ اگر اسی طرح حساب لگا کے آپ کچھ محنت کرنا شروع کر دیں' ہاں لوگ کرتے ہیں' کرنے والے کرتے ہیں' دنیا کے کاروباری یونہی کرتے ہیں' اپنے اوقات کی قدر کریں کچھ نہ کچھ علم محفوظ کریں۔

علم کمپیوٹر کے پاس ہے:

آج دنیا میں سارا علم کمپیوٹر نے سنبھال لیا ہے اور کمپیوٹر والا بیٹھا ہے' کہتا ہے میرے پاس یہ بھی ہے' یہ بھی ہے' کمپیوٹر اٹھا کے ایک طرف رکھ دو پھر اس سے مسئلہ پوچھو تو کہتا ہے کہ جناب! کمپیوٹر سے بتا سکتا ہوں۔ افسوس! کہ علم تیرے کمپیوٹر کے پاس ہے تیرے پاس نہیں ہے۔ علم لوہے کی مشین کے پاس چلا گیا' میرے تیرے پاس نہیں ہے۔

سیبویہ کا علم کتا لے گیا' وہ امام بن گئے:

سیبویہ جو فن نحو کے امام ہیں' یہ درویش سا طالب علم تھا' اس کو کھانے کا کہیں سے ٹکڑا ملا تو کھا لیا' نہ ملا تو وقت گزار لیا' ان کو کہیں سے روٹی کا ٹکڑا ملا تو انہوں نے اس کو کپڑے میں لپیٹ لیا اور جو مسئلے صرف و نحو کے پڑھتے تھے' ان کو بھی ساتھ باندھ لیا' تو ایک کتا آیا تو وہ ٹکڑا لے گیا اور صرف و نحو کے کاغذ بھی ساتھ ہی چلے گئے' اب یہ بے چارہ رو رہا ہے' روٹی کے ٹکڑے کو نہیں بلکہ ہائے میری صرف و نحو کا علم چلا گیا تو لوگ ہنستے ان پر' اس کے بعد سیبویہ نے علم کو ازبر (یاد) کرنا شروع کیا' یہاں تک کہ پھر فرمایا کرتے تھے کہ میں گھر میں ہوتا ہوں تو میرا علم گھر میں ہوتا ہے' میں شہر میں ہوتا ہوں تو میرا علم بھی شہر میں ہوتا ہے۔ کم از کم علم ایسا تو ہونا چاہئے کہ جو ہر وقت ساتھ رہے' چلو سارا نہ سہی کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی چاہئے۔

مطالعہ کا انوکھا معنیٰ:

مطالعہ کیا کریں اور ضرور کیا کریں' میرے نزدیک ایک مطالعہ کا معنیٰ ہے جو آپ کو بتاتا ہوں' مطالعہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور مفاعلہ میں مشارکت ہوتی ہے کہ فریقین کسی کام میں شریک ہوتے ہیں جیسے: ''ضارب زید و عمرو'' عمرو نے ایک دوسرے کی پٹائی کی۔ ایسے ہی مطالعہ میں ''طلوع'' جھانکنے کو کہتے ہیں تو میں نے ان دو باتوں سے مطالعے کا معنیٰ یہ نکالا کہ مطالعہ یہ ہے کہ طالب علم کتاب پکڑ کر بیٹھے اور کتاب کو جھانک لے کہ تیرے اندر کیا چھپا ہوا ہے اور کتاب تیرے دماغ کو جھانک لے کہ تیرا دماغ کتنا زور رکھتا ہے۔

حکیم الامت کا ارشاد:

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ طالب علم اب دیکھ کے نہیں پڑھتے' دیکھ کے پڑھنا یہی ہے کہ مطالعہ کریں۔

طالب علم کا تعلق صرف دو چیزوں سے ہونا چاہئے:

میں جب پڑھتا تھا تو یہاں ''خیر المدارس'' ایک بزرگ تشریف لائے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ فرمانے لگے: مجھے' بھائی ان کے ساتھ خونی برج تک جاؤ اور تانگے پر بٹھا کر آؤ' ان کو' وہ بہت بڑے عالم بھی تھے اور متقی بھی تھے' میں گیا راستے میں میں نے یونہی کہا کہ حضرت مجھے کوئی نصیحت فرمائیں' وہ فرمانے لگے کہ طالب علم کے دو تعلق ہونے چاہئیں: ایک طالب کا تعلق کتاب کے ساتھ اور دوسرا تعلق استاذ کے ساتھ۔ دوسرے طالب علموں کے ساتھ نہ دشمنی' نہ ہی دوستی' دوستی میں بھی وقت ضائع ہوتا ہے اور دشمنی میں بھی۔ آپ بھی اپنا تعلق استاذ اور کتاب کے ساتھ رکھئے۔

کتاب کے ساتھ تعلق ہونے کا مطلب:

کتاب کے ساتھ تعلق کی انہوں نے تشریح فرمائی کہ کتاب دیکھ کر پڑھو اور پڑھ کے دیکھو یعنی مطالعہ کر کے پڑھو اور پڑھ کے تکرار کرو اور جب یہ دو کام ہو جائیں تو سبق پکا ہو جایا کرتا ہے اور مطالعہ میں جب زور لگایا تو اتنا کم از کم سمجھ گئے کہ یہ سطر تو مجھے سمجھ میں آئی ہے اور یہ سطر تھوڑی سمجھ آئی ہے' یہ ساری نہیں سمجھ آئی۔

اب کتاب حل ہوگئی:

آپ ساری کتاب' سارا سبق نہ بھی سمجھ پائے لیکن اتنا معلوم ہوگیا کہ کچھ سمجھ آ گیا' کچھ مشکوک سا رہا اور کچھ پتھر سا معلوم ہوا کہ بالکل ہی سمجھ نہیں آیا' جب استاذ کے پاس بیٹھیں گے آپ تو یہ پکی بات ہے کہ توجہ سارے سبق میں یکساں نہیں رہا کرتی اور بیداری بھی سارے سبق میں برابر نہیں رہتی' کبھی اونگھ بھی آتی ہے تو اس لئے جہاں سے آپ نے سمجھا ہے تو آپ اتنا دھیان کرلیں کہ جو میں نے سمجھا ویسے ہی استاذ بتا رہے ہیں یا کچھ فرق ہے؟ اگر استاذ نے بھی وہی بتا دیا ہے جو آپ نے سمجھ لیا تو انشاء اللہ آپ کو خوشی ہوگی اور استاذ کی تائید کی ہوئی بات پکی ہو جائے گی۔ اگر استاد نے اور بتایا اور آپ نے اور سمجھا تو اس ٹکراؤ سے بھی بات یاد ہو جایا کرتی ہے کہ میں نے فلاں وقت یوں کہا تھا اور فلاں نے مجھے یوں ٹوکا تھا کہ جو سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

اس پر خوب توجہ کریں کہ استاذ کیا کہتا ہے' کیا چیز تھی جو مجھ سے حل ہوئی' تو لیجئے کتاب حل ہوگئی' اب اس کے بعد آپ تکرار کریں گے تو سبق پکا ہو جائے گا۔ "اذا تکرر تقرر" (جب تکرار ہو جائے تو بات پکی ہو جاتی ہے) یہ تو ہے کتاب کا حق' اگر آپ اسی طرح کرتے رہیں گے تو کتاب یاد ہوتی رہے گی' حفظ نہیں تو کم از کم دیکھ کے تو آ ہی جائے گی۔

استاذ کے ساتھ تعلق کا مطلب:

دوسرا ہے استاذ کے ساتھ معاملہ' ایک تو علم کا ادب و احترام لازم ہے' اسی طرح استاذ کا بھی ادب و احترام لازم ہے۔ آپ دوسرے ڈگری والوں کو نہ دیکھیں کہ وہ کتاب کو نیچے رکھ کے تشریف اوپر رکھتے ہیں' بڑے ہی بے تکلف بیٹھتے ہیں۔

صاحب ہدایہ کو ان کے تلمیذ ملنے نہ آئے تو محروم ہوگئے:

میں نے ایک واقعہ پڑھا' صاحب ہدایہ ایک علاقہ میں گئے' وہاں علاقے میں ان کے شاگرد تھے تو چونکہ یہ ہدایہ کے مصنف تھے تو ان کو ملنے اور دیکھنے کے لئے لوگ بھی اکٹھے ہوئے اور ان کے شاگرد بھی اکٹھے ہوئے اور ایک شاگرد ان کو یاد آیا کہ فلاں بھی یہاں رہتا ہے' وہ نہیں دیکھا تو اس شاگرد نے موقع پا کر صاحب ہدایہ کی زیارت کی تو انہوں نے کہا کہ میں فلاں وقت میں آیا تھا تو اس وقت آپ نہیں ملے تھے' تو وہ کہنے لگے کہ حضرت! میں ضرور حاضر ہوتا لیکن میری والدہ بیمار تھیں' میں ان کی تیمارداری کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکا۔ صاحب ہدایہ نے اس شاگرد کو کہا کہ ٹھیک ہے عذر تو معقول ہے لیکن والدہ تیرے وجود کا سبب ہے تو نے والدہ کا خیال کیا ہے اس وجہ سے تیرے وجود اور عمر میں برکت ہوگی' عمر لمبی ہوگی مگر میں تیرے علم کا ایک ذریعہ تھا جس کے ادب کی تو رعایت نہیں رکھ سکا' اس لئے تیرے علم کا فیض آگے نہیں چلے گا' چنانچہ ہوا بھی ایسے ہی۔ اعاذنا اللہ منہ

ذکی گمنام ہوگیا' غبی کا فیض پھیل گیا:

مولانا محمد علی جالندھری صاحبؒ سنایا کرتے تھے کہ ایک طالب علم بڑا ذکی تھا' اسے اپنے علم پر بڑا ناز تھا اور اس کا جماعتی تھا جو کہ بڑا کمزور تھا' لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے اساتذہ کی خدمت میں جاتا تھا' استاذ کے استنجا کے لئے مٹی کے چھوٹے ڈھیلے لے کر آتا تھا اور لوٹا پانی کا بھرتا۔ ایک دفعہ اس ذکی نے کہا کہ جس کو اپنی ذکاوت پر ناز تھا اس نے اس کمزور سے کہا کہ چل بے چل تو تو کمزور سا ہے تو کیا کرے گا؟ تو اس کی یہ بات استاذ نے سن لی' استاذ بھی اس وقت استاذ تھے' ان کو سن کے جوش آیا اور اس کو بلایا اور کہنے لگے کہ تیرا کیا خیال ہے کہ یہ جو میرے لئے لوٹے بھرتا ہے' میرے استنجا کرنے کے لئے ڈھیلے بنا کے لاتا ہے یہ سب یوں ہی چلے جائیں گے؟ بس استاذ نے یہ بات کہی' حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ دنیا نے دیکھ لیا کہ ناز کرنے والا آگے مدرس نہیں بن سکا' کسی کو پڑھا نہیں سکا' ڈھیلے لانے والے کے پاس سینکڑوں شاگرد بیٹھے تھے۔ یہ استاذ کے احترام کی برکت ہے۔

اساتذہ کا امتحان:

آپ علم کے معنی جو کتابوں میں پڑھتے ہیں ان کی عملی شکل دیکھنے کی کوشش کریں کہ استاذ نے ان کی عملی شکل کیا بتائی ہے؟ پڑھانے والوں کا بھی امتحان ہوتا ہے کہ جو کچھ شاگردوں کے سامنے پیش کرتے ہیں' اس کی عملی شکل سامنے لانی پڑتی ہے' اللہ توفیق دیں تو کرنی چاہئے۔

بے عمل "عالم" پر علم حجت ہے:

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اپنے ایک شاگرد کو کہ یاد رکھو! اگر علم کے ساتھ عمل نہیں لا سکتے تو اللہ کی حجت تام ہو رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان بھی سامنے رکھیں کہ "ان اشد الناس عذاباً یوم القیامة عالم لم ینفعه علمه" اور

ساتھ ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم نے علم سیکھ لیا‘ لیکن اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا نہ کی اور گناہوں کو چھوڑنے کی فکر نہ کی تو اب اگر علم آج تمہیں گناہ سے نہیں روک سکتا تو کل تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا اور کیسے بچائے گا‘ اس لئے آپ عملی شکلیں بھی سیکھیں اور اپنی زندگی میں اپنانے کی بھی کوشش کریں۔

عمل نے علم کو چار چاند لگا دیئے:

عالم کی فضیلت حدیث میں آتی ہے کہ ”فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب“ اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ کتاب کے معانی جاننے والا ہو‘ عالم سے مراد وہ عالم ہے کہ مشغلہ تو علم کا اپنایا ہے لیکن عبادت سے غافل نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے فقہی اجتہادات سے دنیا کو روشن کیا ہے اور منور کیا ہے۔ دنیا کا دامن (مسائل سے) بھر دیا ہے‘ اجتہاد کر کے بلکہ استنباط کر کے۔

حضرت امام شافعیؒ کو دیکھئے‘ امام مالکؒ کو دیکھئے‘ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کو دیکھئے‘ ایک ایک دن رات میں امام اعظمؒ ایک ایک قرآن ختم کرتے ہیں‘ ابو یوسفؒ دو دو رکعات میں قرآن مکمل پڑھتے ہیں۔

صبح کی سنتیں نفل ہیں:

میرے پاس ایک طالب علم آیا اور دوسرا کہنے لگا کہ مولوی جی! اس نے صبح کی سنتیں نہیں پڑھیں‘ اور وہ طالب علم مالا بدمنہ فارسی کی کتاب پڑھتا تھا‘ میں نے کہا کہ تم نے سنتیں نہیں پڑھیں؟ تو کہنے لگا کہ ہم نے کل ہی پڑھا ہے ”فصل در نوافل“ میں یہ سنتیں لکھی ہوئی ہیں تو نفل ہی تو ہیں‘ تو نفل نہیں پڑھیں گے تو کیا گناہ ہوگا؟

اساتذہ سے ہر چیز سیکھئے:

علامہ شمس الدین ذہبیؒ بہت عظیم و نقاد محدث ہیں۔ یہ روایت پر تبصرہ کرتے تھے کہ یہ ضعیف ہے یا قوی ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک ٹیلے پر کھڑا کر دو اور پوری دنیا کے محدثین کو میرے سامنے میدان میں کھڑا کر دو‘ ایک ایک کے سر پر انگلی رکھ کے بتا سکتا ہوں کہ اس کی یہ روایت حدیث میں قوی ہے اور یہ ضعیف ہے۔

یہی فرماتے ہیں کہ ابو داؤد رحمہ اللہ نے امام احمدؒ سے علم سیکھا تھا‘ اس کے ساتھ ساتھ اپنی عادات میں‘ کردار میں بالکل استاذ جیسے تھے۔ احمد بن حنبلؒ اپنے استاذ ”وکیع“ کے کردار و گفتار میں مشابہ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن مسعودؓ نے علم لیا‘ کردار و گفتار و اخلاق بھی لئے ہیں۔ ابن مسعودؓ سے علقمہ نے لیا‘ علقمہ سے ابراہیم نخعی نے لیا‘ ابراہیم نخعی سے منصور نے لیا‘ منصور سے سفیان نے لیا‘ سفیان سے وکیع نے‘ وکیع سے امام احمد بن حنبل نے لیا اور احمد بن حنبل سے ابو داؤد نے لیا‘ تو آپ اس بات سے قطعاً غافل نہ ہوں اور یہ کہ اپنے علم کے ساتھ ساتھ عمل کی بھی محنت کرنی ہے۔

طلباء کا فتویٰ

بعض اوقات خیال آتا ہے کہ بڑے ہو کر کریں گے‘ ابھی طالب علمی ہے‘ ہمارے طالب علموں کا ایک فتویٰ ہے کہ ”یجوز لطالب العلم مالا یجوز لغیرہ“ پتہ نہیں یہ فتویٰ شامی کے کس صفحہ پر ہے اور کس عقود رسم المفتی میں اصول لکھا ہوا ہے کہ طالب علم کو اپنی طالب علمی میں اور عمل میں وقت گزارنا چاہئے۔

حدیث کی وضاحت:

میں نے حدیث پڑھی ہے کہ دو حریص کبھی سیر نہیں ہوتے‘ ایک طالب علم‘ دوسرا طالب دنیا۔ دنیا کے بھوکوں کی بھوک تو ختم نہیں ہوتی۔ آپ دیکھ رہے ہیں یہ تو بتانے کی ضرورت نہیں‘ سارا دن دوڑتے ہیں‘ بھاگتے ہیں‘ گاڑیاں چلتی ہیں‘ بحری جہاز چلتے ہیں‘ ٹربینیں چلتی ہیں‘ فیکٹریاں چلتی ہیں‘ کارخانے چل رہے ہیں۔ یہ سب کیا کر رہے ہیں؟ یہ صرف اور صرف دنیا کی بھوک ہے‘ جس سے پیٹ بھرنے کے لئے سب کچھ ہو رہا ہے۔

معدہ کی حکومت سب سے بڑی ہے:

ہمارے ایک بزرگ ہیں مولانا علی میاں صاحبؒ اگر کسی طالب علم کو ان کا کوئی مضمون ملے تو پڑھا کریں‘ بہت کام کی باتیں وہ سناتے ہیں‘ وہ کہا کرتے تھے کہ ایک وقت تھا‘ لوگ کہا کرتے تھے کہ برطانیہ کی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا اور اب میں کہتا ہوں کہ سب سے بڑی حضرت معدہ کی حکومت ہے‘ اس کی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا‘ معدے کی بھوک ختم نہیں ہوتی۔ دل چاہتا ہے کہ یہ بھی لے لوں‘ یہ بھی لے لو‘ بھوک کہتی ہے کہ اس کے منہ سے کھینچ لوں‘ فلاں کے کپڑے اتار لوں‘ اس کی کار چھین لوں‘ اس کے روپے اور اس کا سب کچھ چھین لوں‘ درندہ صفت بن کے‘ اگر کسی کی جان مارنی پڑے وہ جان بھی مار دوں‘ عزت لوٹنی پڑے وہ بھی لوٹ لوں‘ ڈاکے مارنے پڑیں تو وہ بھی مار لوں‘ تو یہ سب دنیا کی بھوک ہے۔

طالب علم کی بھوک اور ایک واقعہ:

ایک طالب علم کی بھوک دو روٹیوں سے پوری ہو جاتی ہے۔ ہمارے استاذ تھے تو کہنے لگے کہ دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ نے تقریر میں سنایا کہ دارالعلوم دیوبند میں ایک طالب علم تھا بڑا ذکی‘ سب کچھ یاد کرتا تھا۔

امتحان ہوا تو پرچے میں تین سوال تھے‘ اس طالب علم نے دو سوال بہترین حل کئے‘ بڑی تفصیل کے ساتھ اور تیسرے سوال کا نمبر لکھ کر نیچے لکھ دیا کہ روٹیاں تو دو دیتے ہیں اور سوال تین پوچھتے ہیں؟ میں نے اس کو دارالاہتمام میں بلا کے بٹھالیا اور باورچی کو کہا کہ روٹیاں اٹھا کے اس کو میرے سامنے کھلا‘ کہتے ہیں کہ وہ اٹھارہ یا بیس روٹیاں کھا گیا‘ تو پھر میں نے کہا کہ اس کو کہ ہم اتنا تو تجھے امتیاز نہیں دے سکتے‘ البتہ تجھے تین روٹیاں دے دیا کریں گے‘ کیونکہ تین سوال تو پوچھتے ہی ہیں۔

علم کی بھوک اور چیز ہے:

علم کی بھوک کا معنی یہ ہے کہ علم کے لئے آپ کی طلب کتنی ہے؟ پیاس کتنی ہے؟ اور اس کے لئے آپ کی محنت کیا ہے؟ اس کے لئے بڑے بڑے لوگوں نے اپنی طلب بھی دکھائی ہے‘ تڑپ بھی دکھائی ہے‘ آج تو تم بڑے مزے میں رہتے ہو نہ ہی اس کی مشقتیں اٹھائی ہیں۔

علم کیلئے ابوحاتم کا نو ہزار میل کا سفر:

ابوحاتم رازیؒ کہتے ہیں کہ میں نے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے نو ہزار میل پیدل سفر کیا ہے اور یہ لکھا ہے اپنی کاپی پر‘ اس کے بعد سفر لکھنا چھوڑ دیا تھا اور وہ اپنے ان سفرناموں میں باتیں ایسی سناتے ہیں کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں‘ بھوک اور پیاس سے۔

اندلس کے محدث کی طلب علم:

بقیع بن مخلد اندلس کا ایک محدث ہے جو محدث بن گیا‘ طالب علم تھا‘ امام احمد بن حنبلؒ کا اس وقت شہرہ تھا۔ بغداد میں آئے‘ لوگوں سے پوچھتے پوچھتے‘ مدارس میں علماء کی مجلسیں لگتی تھیں‘ وہ ان مجلسوں میں بیٹھ کر محدثین کے تذکرے سنتا تو ایک دن ایک عالم جو کہ سب پر تبصرے کرتے تھے ان کو کہنے لگے کہ شیخ احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو اس نے ہاتھ کھڑے کر دیئے اور کہنے لگے توبہ توبہ‘ میں ان کے بارے میں کچھ کہہ سکتا ہوں؟ اور یہ تو پہلے ہی ان کا معتقد ہو کر آیا تھا لیکن یہ وہ زمانہ تھا کہ اس میں امام احمدؒ پر حدیث لکھوانے اور سنانے پر بھی پابندی لگائی ہوئی تھی اور لوگوں پر پابندی تھی کہ کوئی ان کی مجلس میں نہیں جائے گا‘ یہ بڑے حیران ہوئے کہ اندلس سے پیدل چلا اور یہاں آیا‘ تو اب میں یہاں کیا کروں؟ تو یہ کسی طرح سے امام احمدؒ پر حدیث لکھوانے اور سنانے پر بھی پابندی لگائی ہوئی تھی اور لوگوں پر پابندی تھی کہ کوئی ان کی مجلس میں نہیں جائے گا۔ تو یہ کسی طرح سے امام احمدؒ کے پاس پہنچے تو امام احمدؒ کہنے لگے کہ تو مسافر آدمی ہے‘ تجھے معلوم ہے کہ میرے پڑھنے پڑھانے پر پابندی ہے‘ تجھے کسی نے دیکھ لیا اور شکایت ہوگئی تو تیری تو جوں پہ توں کر دیں گے‘ یہ بقیع بن مخلد کہتے ہیں کہ میں حضرت سفر (صرف) اسی علم کے لئے کر کے آیا ہوں‘ آپ سے علم سیکھنے کے لئے‘ آپ فکر نہ کریں‘ میں فقیر کا بھیس بنا کر آؤں گا‘ ہاتھ میں لٹھ پکڑا ہوا ہوں گا‘ ہاتھ میں پیالہ ہوگا‘ کپڑے سائلوں جیسے پھٹے پرانے ہوں گے اور میں آپ کے دروازے پر کھڑا ہو کر صدا دیا کروں گا‘ آپ مہربانی کر کے دروازے پر کھڑے ہو کر مجھے ایک حدیث سنا دیا کریں‘ ہاتھ میں لٹھ پکڑ کے اور پیالہ پکڑ کے دستک دیتا‘ اللہ تمہارا بھلا کرے! اللہ برکت دے‘ فقیر بن کر کھڑے ہوتے تھے۔ امام احمدؒ آواز پہچان کر دروازے پر ایک حدیث سنا کے چلے جاتے‘ وہ اسی طرح محدث بن کر چلا گیا۔

''العلم عزلا ذل فیہ ویحصل بذل لا عز فیہ'' (علم سراپا عزت ہے‘ اس میں ذلت نہیں ہے) لیکن اس کو حاصل کرنے کے لئے بھی ذلت اٹھانی پڑ جاتی ہے‘ یہ طلب ہے۔

یحییٰ بن معین کی حرص علم:

محمد بن فضلؒ امام ترمذیؒ کے استاذ ہیں۔ شمائل میں ان کی روایت ہے کہ امام ترمذیؒ نے سند کے ساتھ حدیث نقل کی ہے‘ اس کے بعد کہا: ''قال محمد بن فضل‘ قد سالنی ھذا الحدیث یحییٰ بن معین اول ماجاء نی'' یعنی فرمایا کہ یحییٰ بن معین لاکھوں حدیثیں اپنے ہاتھوں سے لکھنے والا محدث ہے۔ محمد بن فضل کی مجلس میں آئے اور آ کے اس کے بارے میں سوال کیا کہ میں نے ان کے جواب میں کہا: ''حدثنی حماد بن سلمۃ'' میں نے سند شروع کی تاکہ حدیث سنادوں‘ کہنے لگے: ''لو کان کتابک'' کاش! آپ کتاب کھول کے سناتے تو مجھے اطمینان ہوتا کہ کوئی شک وشبہ کی بات نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے: ''فقمت لاخرج کتابی'' میں کھڑا ہوا کہ الماری سے کتاب کھول کر اس سے بتاؤں: ''فلما قمت اخذ علی ثوبی'' جب میں کھڑا ہوا تو میرا دامن پکڑ لیا اور کہا: ''الیہ علی'' کہ زبانی تو مجھے سنا ہی دیں ''انی اخاف ان لا القاک'' کہ مجھے خطرہ ہے کہ آپ الماری سے کتاب لینے جائیں‘ ممکن ہے آپ وہاں ختم ہو جائیں واپس نہ آئیں یا آپ کے پہنچنے سے پہلے میں ختم ہو جاؤں۔

تو یہ تھی علم کی حرص‘ محمد بن فضل کہتے ہیں کہ پہلے میں نے ان کو زبانی سنائی‘ پھر کتاب کھول کر سنائی۔ یہ ہے علم کی بھوک‘ ایسے واقعات اور بھی کئی مجھے آتے ہیں! میری صحت کے لئے دعا کریں۔

☆☆..........☆☆

دُعا کی اہمیّت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

"بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ بے قرار اس کو پکارتا ہے اور وہ تکلیف و مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔" (النمل:۶۲)

جن اعمال سے اللہ تعالیٰ کی مدد زمین پر اترتی ہے ان میں دعا بھی شامل ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"اے میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں (کہ میں قریب ہوں کہ دور) تو آپ بتا دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں۔ دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔"

(البقرہ:۱۸۶)

اسی طرح قرآن پاک میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ دعا کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور رحمت کی امید رکھتے ہوئے دعا مانگتے رہنا۔" (الاعراف:۵۵)

ان آیات کے علاوہ متعدد احادیث میں دعا مانگنے کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بلند مرتبہ کوئی چیز نہیں ہے۔"

(ترمذی:۳۳۸)

حدیث کی مشہور کتاب مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک حدیث قدسی میں فرماتے ہیں:

"میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ مجھ سے گمان رکھتا ہے اور جس وقت وہ مجھ سے دعا کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔"

(مسلم:۶۸۲۹)

محمد احمد فوزی

اللہ تعالیٰ کی وہ قدرت جو باطل کو پاش پاش کر دیتی ہے دعا کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ حاکم اپنی مستدرک میں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دعا مومن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان کا نور ہے۔"

(مستدرک الحاکم)

حضرت انسؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے:

"دعا عبادت کا مغز ہے۔"

(ترمذی)

ایک اور حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ ان سے مانگا جائے اور (کشادگی کی دعا کے بعد) کشادگی کا انتظار کرنا افضل عبادت ہے۔" (ترمذی)

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر کے فیصلہ کو ٹال نہیں سکتی اور نیکی کے سوا کوئی چیز عمر کو بڑھا نہیں سکتی اور آدمی (بسا اوقات) کسی گناہ کے کرنے کی وجہ سے روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔" (مستدرک حاکم)

حضرت سلمان فارسیؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں بہت زیادہ حیاء کی صفت ہے جو بغیر مانگے بہت زیادہ دینے والے ہیں، جب آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو انہیں ان ہاتھوں کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے حیا آتی ہے۔" (ترمذی)

گویا دعا ایک ایسی عظیم الشان عبادت ہے جو ہر حال میں نفع لے کر آتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ

سختیوں اور بے چینیوں کے وقت اس کی دعا قبول فرمائیں تو اسے چاہیے کہ وہ خوشحالی کے زمانہ میں خوب دعا کیا کرے۔“ (ترمذی)

حضرت حبیب فہریؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا:

”جو جماعت ایک جگہ جمع ہو اور ان میں سے ایک دعا کرے اور دوسرے آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا ضرور قبول فرماتے ہیں۔“ (مستدرک الحاکم)

مندرجہ بالا آیات و احادیث سے دعا کی اہمیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ دعا سے اللہ تعالیٰ مسلمان کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچا دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو طوفانوں کا رخ موڑ سکتی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ اگر کسی کام کو کرنے کے لئے ظاہری اسباب موجود بھی ہوں تب بھی دعا کرنی چاہئے کیونکہ کاموں کا بننا اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ دعا عاجزی کا نہایت خوبصورت اظہار ہے۔ شاید اسی وجہ سے دعا نہ کرنے پر قرآن پاک میں ان الفاظ سے سرزنش کی گئی ہے:

”اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اگر تم دعا نہ کرو گے تو میرا رب بھی تمہاری کچھ پرواہ نہ کرے۔“ (الفرقان: ۷۷)

ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دعا عبادت ہی ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بطور دلیل) قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے: ”مجھ سے دعا مانگا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بلاشبہ جو لوگ میری بندگی کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔“ (ترمذی)

ایسے ہی ایک اور مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم اللہ تعالیٰ سے دعا کی قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے دعا مانگو اور یہ بات سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا قبول نہیں فرماتے جس کا دل (دعا مانگتے ہوئے) اللہ تعالیٰ سے غافل ہو اللہ تعالیٰ کے غیر میں لگا ہو۔“ (ترمذی)

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ دین اور دنیا کی ترقی کے لئے اور ہر نیک مقصد (خواہ دنیا کا ہو یا آخرت کا) حاصل کرنے کے لئے روزانہ بلاناغہ تقریباً دس سے پندرہ منٹ تک پورے آداب کے ساتھ دعا کرنی چاہئے۔

☆☆......☆☆

تواضع:

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مسلمانو! میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرو، جس طرح عیسائیوں نے ابن مریمؑ کی تعریف کی ہے، کیونکہ میں خدا کا بندہ ہوں، بس تم میری نسبت اتنا ہی کہہ سکتے ہو کہ محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(مدارج النبوۃ، زاد المعاد، شمائل ترمذی)

بقیہ منظور احمد الحسینیؒ کی یادیں

تشریف لائے تو مولانا مرحوم نے حضرت والاؒ کی اس قدر خدمت کی کہ عم محترم ہر وقت ان کی خدمات کا تذکرہ کرتے اور فرماتے کہ مولانا نے خدمت کا حق ادا کر دیا ہے، چنانچہ وہ ان کے لئے خوب دعا کیا کرتے تھے۔ بلاشبہ ایسی صفات جمیلہ اللہ تعالیٰ کسی کسی کو نصیب فرماتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ مولانا مرحوم کی زندگی دینی خدمات اور خصوصاً تحفظ ناموس رسالت و ختم نبوت کی جدوجہد سے عبارت تھی۔ آپؒ نے زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا، ان کے شب و روز کے معمولات ہم جیسے کوتاہ ہمتوں کے لئے سبق آموز تھے۔ یقیناً آپؒ یورپ میں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے موزوں ترین شخصیت تھے۔ بظاہر اب یہ خلا یورپ کے مسلمانوں کو صدا دیتے ہوئے پکارے گا کہ منظور تو منظور نظر ہو گیا، اب کوئی دوسرا منظور آگے بڑھ کر اس خلا کو پُر کر کے منظور بارگاہ الٰہی ہو جائے۔

یقیناً مولانا مرحوم کی ذات میرے جیسے نااہلوں کے لئے تردید قادیانیت کے لئے بہت بڑا سہارا تھی، ان کے جانے سے ہم سب یتیم ہو گئے۔ وہ تحفظ ختم نبوت کے مسئلے میں ہم اہل یورپ کو یتیم اور بے آسرا چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینۃ المنورہ اور جنت البقیع کے مکین بن گئے۔ اللہ پاک مرحوم کی زندگی کی سعی و محنت، خدمت دین، عبادات و اعمال کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور آپ کی قبر پر کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین۔

بجھا چراغ ابھی بزم کھل کے رو اے دل
وہ سب چل بسے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی

☆☆......☆☆

مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی یادیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ سے زمانہ طالب علمی اور مدرسہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے ہی تعلقات تھے' پھر تعلیم سے فراغت کے بعد جب میرے افریقہ میں قیام کے دوران لندن سے مولانا مرحوم کی شفقت اور یاد آوری کا فون آیا کہ آپ جرمنی آجائیں' وہاں قادیانیوں کی بہتات ہے اور کام کی اشد ضرورت ہے اور مسلمانوں کو پریشانی کا سامنا ہے' تو ان تعلقات نے مزید قرب اختیار کرلیا' چنانچہ بزرگوں کے مشورہ سے راقم الحروف افریقہ سے جرمنی آگیا اور مولانا حسینی مرحوم کی ہدایت وراہ نمائی میں کام شروع کردیا' اگرچہ ابتداء میں قادیانیوں کے علاوہ اپنوں کی مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا' تاہم کام چل پڑا۔

جرمنی میں قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان کافی مضبوط روابط وتعلقات تھے' شادی بیاہ' خوشی وغمی کی تقریبات میں اور مشترکہ مجالس میں شریک ہونا کوئی معیوب بات نہ سمجھی جاتی تھی' مجھے یاد ہے کہ ایک بار جمعہ کی تقریر کے دوران ایک مسلمان اٹھ کر کہنے لگا کہ آپ قادیانیوں کے خلاف تقریر نہ کیا کریں' کیونکہ وہ ہم سے لاکھ درجہ بہتر ہیں' کوئی دوسری بات کیا کریں' بہرحال میں نے کہا کہ اس کے علاوہ مجھے کوئی دوسری بات کرنا آتی ہی نہیں' یہی بات کروں گا۔ بہرحال شروع میں بڑے کٹھن اور مشکل وقت کا سامنا کرنا پڑا اور اللہ سے رورو کر دعا کیا کرتا تھا۔ ان حالات میں مولانا مرحوم سے باقاعدہ ہر بات پر مشورہ اور مشکلات کا حل معلوم کیا کرتا تھا' لیکن آہستہ آہستہ فتنہ قادیانیت کے خلاف راہ ہموار ہوتی چلی گئی اور مسلمان سمجھنے لگے کہ قادیانیت ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ قطرہ قطرہ

مولانا مشتاق الرحمٰن' جرمنی

سے دریا بنتا ہے' کی مانند مسلمانوں میں بیداری آئی' جرمنی کے مسلمانوں پر سب سے پہلا امتحان یہ آیا کہ قادیانیوں نے ایک مشاعرہ کا بندوبست کیا' جس میں پاکستان کے نامور شعراء میں سے محترم جمیل الدین عالی اور الطاف گوہر جیسے شعراء مدعو تھے' ہم نے بائیکاٹ کے پمفلٹ تقسیم کرادیے کہ اس میں کسی مسلمان کو شریک نہ ہونا چاہئے' الحمدللہ! اس میں اتنی زبردست کامیابی ہوئی کہ مقامی مسلمانوں کے علاوہ شعراء حضرات جو یہاں پر تشریف لاچکے تھے' سب نے اس مشاعرہ کا بائیکاٹ کیا اور یہ مشاعرہ ناکام ہوا اور مسلمان اپنے پہلے امتحان میں کامیاب ہوگئے۔ یہ ختم نبوت کے کاز کا عظیم کارنامہ تھا' الحمدللہ! اس کے بعد کئی قادیانی تائب ہوکر مسلمان بھی ہوئے۔ مسئلہ ختم نبوت جرمنی کے ہر شہر میں متعارف ہوتا چلا گیا' اب ہر مسلمان اس فتنہ سے واقف اور قادیانیوں سے نفرت رکھتا ہے' اس سے قبل قادیانی کئی مسلمانوں کو ویزا' ملازمت اور عورت کا لالچ دے کر مرتد بنا کر تھے' اب یہ سلسلہ بھی بند ہوچکا ہے' الحمدللہ! اب ان کی عیاری ومکاری کام نہیں آتی' اس میں بھی مولانا مرحوم کی معاونت اور دعائیں شامل تھیں۔

تحفظ ختم نبوت کے کام کی تیزی کو دیکھ کر قادیانیوں نے مختلف جگہ مسلمانوں کو تاویلات کاذبہ کے ذریعہ قائل کرنے کی مذموم کوششیں کیں' مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ اس دوران جرمنی کے شہر کولون سے میرے محترم دوست مشتاق احمد بٹ صاحب نے رابطہ کیا کہ ایک قادیانی کو کچھ اشکال ہیں' وہ چاہتا ہے کہ مسلمان اور قادیانی آپس میں مناظرہ کریں تاکہ ان کی گفتگو سے برآمد ہونے والا نتیجہ سن کر اس کے اشکال دور ہوں' اور وہ اس سلسلہ میں ایک اجتماع کا خود اپنے گھر پر اہتمام کرنا چاہتا ہے' آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ ہم تیار ہیں' آپ وقت طے کرلیں۔

اس دوران ہمیں اپنے ذرائع سے معلوم ہوا کہ قادیانیوں کی طرف سے جرمنی کا مشہور ومعروف مربی ڈاکٹر جلال شمس جو عیاری و مکاری اور

بداخلاق میں مشہور ہے، وہ آرہا ہے، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک دن اچانک مولانا منظور احمد الحسینی مرحوم لندن سے میرے ہاں تشریف لائے، بندہ نے اس صورت حال سے انہیں آگاہ کیا تو مولانا مرحوم نے گرج دار لہجہ میں فرمایا کہ ضرور جائیں گے، ہمیں اور کیا چاہئے؟ بہرحال طے شدہ وقت کے مطابق ہم دونوں بمعہ احباب کولون پہنچ گئے، ڈھائی گھنٹے مناظرہ ہوا، جس کی تفصیل ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک میں آچکی ہے، اس موقع پر مولانا حسینی مرحوم نے دلائل ختم نبوت کا انبار لگا کر فتنہ قادیانیت کو شکست فاش دی، ذالک فضل اللہ۔

دوران مناظرہ صاحب خانہ مولانا مرحوم کے دلائل کو سراہتے ہوئے جوش کے عالم میں اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور تمام اہل خانہ کے ہمراہ قادیانیت سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: مربی صاحب! آپ کو اپنے دلائل اور جھوٹا نبی مبارک ہو، میں تو نبی مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام کو قبول کرنے کا اعلان کرتا ہوں اور آج کے بعد میرا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں، بس پھر کیا تھا؟ پورا گھر جوش ایمانی سے لبریز نعروں سے گونج اٹھا، اس مناظرہ نے جرمنی کی کایا پلٹ دی، ہر طرف مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور وہ ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہوئے قادیانیوں کی رسوائی کا اعلان کرتے نظر آنے لگے، یہ کامیابی بھی مولانا مرحوم کی کاوشوں کا نتیجہ تھی۔

اس کے بعد قادیانیوں کے بڑے بڑے ستون گرنا شروع ہوگئے، جس میں محمد مالک مع اہل خانہ، افتخار احمد بھٹی مع اہل خانہ، شیخ راحیل احمد مع اہل خانہ، شیخ جاوید مع اہل خانہ، مظفر احمد مظفر مع اہل خانہ اور یکے بعد دیگرے متعدد خاندان قادیانیت سے تائب ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

مذکورہ بالا خاندان قادیانی جماعت میں مشہور و معروف تھے اور اپنی تمام تر صلاحیت و اہلیت کو قادیانیت کی ترویج کے لئے صرف کیا کرتے تھے، بڑے بڑے عہدوں پر بھی فائز تھے، مگر آج الحمدللہ! ان کی تمام تر صلاحیتیں تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف ہیں، اللہ پاک ان سے دین حنیف کا خوب کام لے رہا ہے، اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو، ان حضرات کے علاوہ دوسرے لوگ بھی مسلمان ہوئے، ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے، انشاء اللہ، جو مولانا مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

مولانا مرحوم کے متعلق لکھنے سے پہلے میں کچھ احوال اور سیاق وسباق لکھنا ضروری سمجھتا ہوں، تاکہ مولاناؒ کی فکر و سوچ کے سلسلہ اور تردید قادیانیت اور تحفظ ناموس رسالت کے سلسلے میں مولانا مرحوم کی تڑپ مسلمانوں پر واضح ہوسکے، یورپ کے مسلمانوں پر ختم نبوت کے حوالے سے مولانا مرحوم کے احسانات ہیں، جن کو تاریخ محفوظ رکھے گی، انشاء اللہ۔

راقم الحروف کو یورپ کی کانفرنسوں میں متعدد بار مولانا مرحوم کا ہمسفر ہونے کا موقع ملا، شب و روز کے معمولات، ذکر الٰہی، مطالعہ کتب اور احباب کو وعظ و نصیحت کے علاوہ ان کا اور کوئی مشغلہ نہ تھا، ان سے جب فتنہ قادیانیت کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ان سوالات کے جوابات پر توجہ دیتے، دلچسپی کا اظہار فرماتے اور خوب مطمئن کرتے، ان کے نزدیک ختم نبوت کے کام کو سب کاموں پر فوقیت حاصل تھی، وہ ختم نبوت کے ہر کارکن کو محبت بھری نگاہ سے دیکھتے اور مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور فرماتے: یہ مبارک لوگ ہیں، دوران سفر آرام نہ ہونے کے برابر ہوتا، لیکن مولانا مرحوم ہر وقت چاق و چوبند اور تر و تازہ نظر آتے۔ یورپ میں منعقد ہونے والی تمام ختم نبوت کانفرنسوں کو اپنی کانفرنس سمجھتے، کام کاج میں ہاتھ بٹاتے اور سنہری مشوروں سے نوازتے۔ چنانچہ بندہ نے جب جرمنی میں پہلی کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ کیا تو مولانا بہت خوش ہوئے، فرمایا کہ: انشاء اللہ! سب سے پہلے پہنچنے والا میں ہوں گا۔

جرمنی میں مسلسل آٹھویں سالانہ کانفرنس تک اسٹیج سیکریٹری کی ذمہ داریاں مولانا مرحوم خود سنبھالتے تھے، افسوس! صد افسوس! کہ اب ہم اس سرپرستی سے محروم ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے تحفظ ختم نبوت کے کام اور اس کی اہمیت کا احساس مولانا مرحوم ہی کے توسط سے ہوا، اب انشاء اللہ! میری زندگی اسی مشن کے لئے وقف رہے گی۔

مولانا مرحوم صرف عالم باعمل ہی نہیں بلکہ ہمہ صفات موصوف تھے۔ متواضع، ہمدرد، مصلح، متقی، بے خوف و نڈر، مبلغ اسلام اور ولا یخافون لومة لائم کے صحیح مصداق تھے، آپ شرعی امور میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والے، چھوٹوں پر شفیق، بڑوں کا احترام کرنے والے، ہر وقت مسکرانے والے، علماء کے خادم، ہر وقت خدمت کا موقع تلاش کرنے والے تھے، حد تو یہ ہے کہ وہ مجھ جیسے نااہل، بے علم و عمل شخص کے ساتھ بھی ایسے پیش آتے کہ بعض اوقات مجھے شرم محسوس آتی۔

میرے عم محترم حضرت مولانا محمد بدیع الزمانؒ سابق استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی بغرض علاج دفتر ختم نبوت لندن

باقی صفحہ 16 پر

ملفوظات

حضرت تھانوی رحمہ اللہ

مولانا مفتی عبدالستار

مجلس کا کفارہ:

فرمایا کہ جب زبان کو ذرا بھی وسعت دی جاتی ہے گناہ میں ضرور مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس کی ایک تدبیر جو تدبیر کے ساتھ تدارک بھی ہے' یہ ہے کہ جب دو چار آدمی جمع ہو کر باتیں کریں تو باتیں ختم کرنے سے پہلے کچھ ذکر اللہ اور ذکر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کر لیا کریں' اس کی ضرورت حدیث سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے یعنی جس مجلس میں لوگ باتیں کرتے ہیں اور اس مجلس میں حق تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجتے وہ مجلس ان کے لئے قیامت کے روز حسرت کا باعث ہوگی اور بھی کچھ نہ ہو تو ختم کرتے وقت یہی کہہ لیا کریں:

"سبحان ربک رب العزۃ
عما یصفون وسلام علی
المرسلین والحمد للہ رب
العلمین."

یہ لفظ جامع ہے ذکر اللہ اور ذکر الرسول دونوں کو علماء نے لکھا بھی ہے کہ یہ کفارۂ مجلس ہے۔

توضیح وتشریح:

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ زبان اللہ تعالیٰ نے چار کاموں کے لئے دی ہے: ذکر اللہ' تلاوت قرآن کریم' دعوت الی اللہ یعنی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف رہبری کرنا' نیز اظہار مافی الضمیر وغیرہ کے لئے کہ دل میں جو بات آئے اسے ظاہر کرنے کے لئے۔ اگر زبان کو انہی کاموں میں استعمال کیا تو یہ اس کا صحیح استعمال ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت زبان کا شکر یہ ادا ہوا اور ہمیشہ کی بادشاہی جنت میں جانے کا راستہ آسان ہو گیا اور زبان کے گناہ بھی بہت ہیں۔ مثلاً جھوٹ' غیبت' گالی گلوچ وغیرہ۔ زبان کو ان گناہوں میں استعمال کرنا یہ بہت بڑی ناشکری ہے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت جیسی نعمت کے حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکتی تھی اسے جہنم میں جانے کا راستہ اور ذریعہ بنایا۔

اعاذنا اللہ من ذلک ایسے ہی انسان کے لئے تمام اعضاء وجوارح بھی انعامات خداوندی ہیں۔ انہیں طاعتِ خداوندی میں استعمال کر کے اپنے روشن ترین مستقبل کی تعمیر کرنا لازم ہے۔ انہیں معصیت خداوندی میں استعمال کر کے غضب خداوندی کو دعوت نہ دینا چاہئے' یہ بہت بڑی حماقت اور بے عقلی کی بات ہے۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ گویا زبان (وغیرہ جوارح) کی نگہداشت کا ارشاد فرما رہے ہیں کہ ہر وقت اس کی نگرانی کی جائے کیونکہ جب نگرانی میں ڈھیل اور بے خیالی ہو جاتی ہے تو یہ غیبت' جھوٹ وغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اللہ والے اپنی زندگی پورے محتاط اور ہوشیاری سے گزارتے ہیں کہ کہیں ہماری زبان یا کوئی دوسرا عضو معصیت خداوندی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ ایک ہم ہیں کہ اپنے اعمال کی نگرانی سے بے خبر دنیا کے نشے میں مخمور جانوروں کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں اپنی محبت کا نشہ اور لطف نصیب فرمائیں۔ آمین۔

احکام شرعیہ نور ہیں اور پھر ہر ہر کام پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمودہ دعائیں اور اذکار نور علی نور ہیں۔ یقین جانیئے کہ روئے زمین پر کسی امت کے پاس ان معجزانہ پُر انوار مفید ترین دعاؤں کا لاکھواں حصہ بھی موجود نہیں' جن کے بیش بہا خزانے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس تعلیمات میں موجود ہیں۔ صبح بیدار ہونے سے لے کر رات کو بستر پر لیٹنے تک کے درمیانی مختلف تمام کاموں کے لئے یہ پُرنور دعائیں منقول ہیں' جن کے پڑھنے سے مولیٰ تعالیٰ سے رابطہ عبودیت بحال رہتا ہے اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو لوگ کسی مجلس میں

باقی صفحہ 24 پر

مولانا غلام محمد رحمہ اللہ

محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مبلغ اور خازن مولانا غلام محمد علی پوری بھی ۲۲/فروری کو چل بسے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مجلس کے اولین مبلغین میں سے تھے‘ حضرت امیر شریعت کے دور سے لے کر شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے دور امارت تک مجلس کے مبلغ رہے‘ بلکہ ایک عرصہ خزانچی بھی رہے‘ مرحوم سادہ منش اور حق گو انسان تھے‘ عرصہ دراز تک بہاولپور میں مجلس کے مبلغ رہے بلکہ بہاولپوری کی نسبت سے متعارف رہے‘ قیام بہاولپور کے دور میں مجلس کے کام کو خوب پھیلایا‘ حکیم محمد ابراہیم‘ الحاج محمد ذکر اللہ‘ حاجی علم الدین انصاری‘ حاجی سیف الرحمٰن‘ عبدالرحمٰن انصاری جیسے مخلص ساتھیوں کو جماعت سے جوڑا‘ بہاولپور اور اس کے مضافات میں جہاں سنا کہ قادیانی سر اٹھا رہے ہیں‘ خم ٹھونک کر میدان میں اترے‘ اور نتائج و عواقب سے بے پرواہ ہو کر کام کیا اور مجلس کو بہاولپور کی سب سے بڑی جماعت بنادیا۔ رمضان المبارک کی یکم سے سولہ تاریخ تک درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا جو ہنوز جاری رہے بلکہ مرحوم کے صدقات جاریہ میں سے ہے۔

بہاولپور شہر و مضافات میں قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ مرحوم بہاولپور سے ملتان دفتر مرکزیہ میں منتقل ہوگئے اور مجلس کے مرکزی ناظم مالیات بنادیے گئے‘ اگرچہ مرحوم اس فن کے نہ تھے‘ تاہم مفکر ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی رفاقت سے اس منصب کو سنبھالے رکھا۔ اس دوران بچے جوان ہوگئے تو فیملی علی پور منتقل ہوگئی اور علی پور میں اخباروں کی ایجنسی اور تیل کی ایجنسی شروع کردی۔ اس دوران آباؤ اجداد کی زمین جو عرصہ دراز سے لوگوں کے قبضہ میں چلی آرہی تھی‘ بیٹھے بٹھائے مل گئی اور یوں اللہ پاک نے انہیں دنیاوی مال و دولت سے سرفراز فرمادیا۔ بیٹوں کو دین پڑھایا اور حافظ‘ قاری‘ عالم بنایا۔ چنانچہ ایک صاحبزادے مولانا محمد اسعد فاروقی فوج میں خطیب ہیں‘ ایک فرزند ارجمند مولانا محمد احمد آف باغ جرمنی کی مسجد توحید کے امام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اعزازی مبلغ و مناظر ہیں۔ جن کے ہاتھ پر کئی ایک قادیانیوں کو اللہ پاک نے اسلام قبول کرنے کی سعادت سے سرفراز فرمایا ہے۔ ایک صاحبزادے مولانا محمد امجد حقانی جامعہ حسینیہ علی پور کے مہتمم ہیں۔

جامعہ حسینیہ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی سرپرستی میں دیکھتے ہی دیکھتے ترقی پذیر ہوا‘ افسوس کہ جامعہ حسینیہ مولانا منظور احمد الحسینیؒ جو مولانا غلام محمد مرحوم کے بچوں کے ماموں تھے اور مولانا مرحوم دونوں کی سرپرستی سے محروم ہوگیا۔ جامعہ حسینیہ جو علی پور شہر اور نیشنل ہائی وے دو مقامات پر کام کر رہا ہے‘ یہ دونوں ادارے مولانا غلام محمد مرحوم کے لئے صدقات جاریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں اداروں کو دن دگنی‘ رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

۲۱/فروری کی شام کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازی خان کے مبلغ و امیر مولانا صوفی اللہ وسایا کا انتقال ہوا۔ ۲۲/فروری کو ان کا جنازہ تھا‘ ابھی ان کی نماز جنازہ کی تیاری ہو رہی تھی کہ مولانا غلام محمد صاحب کے انتقال کی خبر آگئی۔ علماء کرام کا یکے بعد دیگرے اس تسلسل کے ساتھ رخصت ہونا‘ علامات قیامت میں سے ہے۔ بہرحال مولانا مرحوم کی وفات اہل خاندان کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک سانحہ سے کم نہیں۔ گزشتہ سال ۲۰۰۴ء میں جامعہ حسینیہ میں تین روزہ ردقادیانیت کورس رکھا گیا۔ بندہ برادرم محترم مولانا خدا بخش صاحب کی رفاقت و معیت میں حاضر ہوا‘ مولانا غلام محمد مرحوم بیماری کے باوجود تین دن تک تشریف لاتے رہے اور خوب محفل جمی اور ان سے عجیب و غریب معلومات حاصل ہوئیں‘ ان کی صحت بتلا رہی تھی کہ وہ اب زیادہ عرصہ نہیں رہیں گے۔ مرحوم بزرگوں کی روایات کے امین اور حالات و واقعات کا خزانہ تھے۔

۲۲/فروری کو بہاولپور میں ختم نبوت کانفرنس تھی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے مرحوم کی وفات کی اطلاع دی۔

اگلے روز ۲۳/فروری کو حضرت جالندھری مدظلہ کی قیادت میں مولانا محمد اکرم طوفانی اور بندہ راقم الحروف نے علی پور تعزیت کے لئے حاضری دی۔ مرحوم کے بھائی اور بیٹوں سے تعزیت کی اور ان کی مغفرت کی دعا کی۔ اللہ پاک ان کے ساتھ اپنے شایان شان معاملہ فرما کر مرحوم کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

۲۳/ فروری کو رحیم یار خان میں جامعہ قادریہ میں ختم نبوت کانفرنس تھی۔ رحیم یار خان کے مبلغ مولانا حافظ احمد بخش نے بتلایا کہ مجلس کے دیرینہ رکن، سابق ناظم اعلیٰ حافظ محمد الیاس لوہار مارکیٹ والے انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بندہ محرم ۱۳۹۷ھ میں رحیم یار خان میں مجلس کا مبلغ مقرر ہوا تو رحیم یار خان میں مجلس کا کوئی باعدہ دفتر نہیں تھا۔ اللہ پاک حضرت مولانا قاری حماد اللہ شفیقؒ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ایسے ہی رحیم یار خان میں معروف مجاہد عالم دین مولانا غلام ربانی" کو بھی کہ انہوں نے بندہ کی مکمل سرپرستی فرمائی، مجلس کی ممبر سازی شروع کی، اس وقت رحیم یار خان میں مجلس کے امیر جناب محمد سلیم تھے۔ جن کی اسلم فرنیچر ہاؤس کے نام سے شاہی روڈ پر عمدہ فرنیچر کی دکان تھی اور ناظم اعلیٰ مولانا رشید احمد لدھیانوی تھے (جو اس وقت جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ ہیں) اور شاہی روڈ پر جمعیت علماء اسلام کا دفتر تھا۔ عارضی طور پر دفتر جمعیت میں ڈیرہ لگالیا، ممبر سازی کے بعد ممبران کی میٹنگ بلائی، جس میں مولانا قاضی عزیز الرحمن مدظلہ امیر اور حافظ محمد الیاس مرحوم ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ تب ہفت روزہ لولاک فیصل آباد سے نکلتا تھا، اس کی ممبر سازی اور خریداری کی مہم شروع کی۔ حافظ محمد الیاسؒ جو لوہار مارکیٹ میں لوہے کے تھال وغیرہ بناتے تھے، ان کی دکان پر آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوا۔

قاری عبدالخالق احرارؒ پرانے احراری اور مجلس سے منسلک تھے۔ (غالباً قاری صاحب مرحوم ناظم اعلیٰ اور حافظ محمد الیاسؒ نائب ناظم تھے) انہوں نے بستی امانت علی کے ایک حصہ محلہ قمر آباد میں مسجد میں بندہ کو اعزازی امام اور خطیب لگوادیا، اور مجلس کا دفتر مسجد میں بنادیا گیا، جو لوہار مارکیٹ کے قریب ہونے کی وجہ سے اگرچہ بورڈ محلہ قمر آباد کی مسجد میں بنایا گیا، لیکن عملاً دفتر حافظ محمد الیاس مرحوم کی دکان تھی۔ بلاناغہ ان کی دکان پر میٹنگ ہوتی، اس طرح ان کے سارے بھائی اور ان کے والد محترم محمد مبین خان، برادرم علی شیر خان، جناب ارشاد احمد علوی یہ کابینہ تھی، جس کا بلاناغہ اجلاس ہوتا، چائے کے دور چلتے، اس طرح ہر روز کی کارکردگی سامنے آتی، اگلے دن کے پروگرام بنتے، پھر اگلے دن اس پر بحث ہوتی۔

یوں اس طرح تین سال کی رفاقت بھرپور رہی، عرصہ دراز سے مجلس کی خواہش تھی کہ مجلس کا اپنا ترجمان ہو جو کھل کر مجلس کے مشن اور کاز کی اشاعت کرے، چنانچہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں مشہور لیگی رہنما راجہ ظفر الحق وفاقی وزیر اطلاعات تھے، انہیں درخواست دی گئی کہ ہفت روزہ ختم نبوت کے نام سے ایک ہفتہ وار رسالہ جاری کرنا چاہتے ہیں، ڈکلریشن دیا جائے، راجہ صاحب نے درخواست قبول کرتے ہوئے لکھا کہ ہفت روزہ ختم نبوت کی اجازت اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہوں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کی دعا اور خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم کی سرپرستی میں ہفت روزہ ختم نبوت کراچی سے شروع ہوا تو حافظ محمد الیاس مرحوم رحیم یار خان میں اس کے تقسیم کنندہ بنے اور کئی سال تک تقسیم کرتے رہے۔ مرحوم اچھی کتاب کے قدر دان تھے، جونہی کوئی خوبصورت کتاب مارکیٹ میں آتی، اسے خرید کر پڑھتے، چنانچہ کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کیا ہوا تھا۔ بندہ کے زمانہ قیام رحیم یار خان کے دوران بہت سی کتابیں جمع کرلی تھیں، جب بھی بندہ رحیم یار خان گیا تو بہت کم ایسا ہوا کہ حافظ صاحب مرحوم کی زیارت وملاقات نہ ہوئی ہو، جب بھی ملے تپاک سے ملے۔ خورد و کلاں کا نام لے کر خیر و عافیت معلوم کرتے، کچھ عرصہ سے بیمار رہنے لگے تھے، عمر پچاس برس کے لگ بھگ ہوگی۔ مزدور پیشہ ہونے کے باوجود مہمان نواز تھے، ان کی دکان کیا تھی ایک مہمان خانہ تھا، ہر آنے والے ساتھی کی چائے کے ساتھ تواضع کی جاتی اور کھانے کا وقت ہوتا تو گھر سے کھانا منگوا کر بلاتکلف پیش کیا جاتا۔

مرحوم صحیح العقیدہ موحد اور اسلاف امت کے مسلک پر کاربند رہنے والے انسان تھے۔ تمام دینی تحریکوں اور جماعتوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے اکابرین، مبلغین، کارکنوں سے والہانہ محبت فرماتے، یقیناً ایسے لوگ مدتوں بعد تیار ہوتے ہیں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ ان کی سیئات سے درگزر فرما کر مبدل بحسنات فرمائے۔

☆☆..........☆☆

نالۂ دل

مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی

پھیل جاتی ہے ہر طرف خوشبو
جب بھی ہم ان کا نام لیتے ہیں
مسافر ایسے گئے ہیں کہ لوٹتے ہی نہیں
کھلے ہوئے ہیں ابھی تک گھروں کے دروازے

کارخانہ خداوندی جسے کائنات کہا جاتا ہے' اس میں کوئی جن وانس مکمل مختار نہیں ہے' اس میں ہر انسان شاہ و گدا' نیک و بد' عام و خاص ہر شخص رب تعالیٰ شانہ کی لکھی ہوئی تقدیر کے ماتحت ہے' ہر شخص کے مقدرات کے بارے میں صرف اور صرف رب تعالیٰ کو علم ہے' وہی عالم الغیب ہے' ہر انسان کے اچھے بُرے کے بارے میں اس نے لوح محفوظ پر لکھ دیا ہے۔ اللہ جل شانہ کی صفات عظیمہ میں ایک صفت حاکم کی ہے' چونکہ وہ حاکم ہے' لہٰذا اس سے کوئی پوچھنے پر قادر نہیں ہے' چوں و چرا کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے' صرف اور صرف وہی پوچھنے کا حق رکھتا ہے۔

بہرحال حوادث کائنات آپس میں لازم و ملزوم ہیں' جو ایک مرتبہ اس کائنات میں آ گیا' اس نے حوادث و مصائب سے دوچار ہونا ہے' خواہی و نخواہی حوادث کو عبور کرکے ابدالآباد کی طرف کوچ کر جاتا ہے۔ پھر اپنے خالق و مالک کے سامنے اپنے کرتوتوں کے بدلے "اصحب المیمنۃ" یا "اصحب المشئمۃ" کا خطاب پاکر شاداں و فرحاں جنت کی طرف چوکڑیاں بھرتی ہیں یا روسیاہ ہوکر جہنم میں اوندھے منہ گرتا ہے۔ (معاذ اللہ)

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے لئے کائنات کو وجود بخشا گیا' دنیا کو رعنائی اور پھولوں کو خوشبو بخشی گئی' جن کے طفیل وحشی جانوروں کو اپنی اولاد کے لئے رحم اور انسانوں کو آپس میں ایک دوسرے کے لئے شفقت اور صلہ رحمی ودیعت کی گئی' جن کے صدقے اور طفیل حضرت انسان کو اشرف المخلوقات کا خطاب دے کر خلافت خداوندی عطا کی گئی' وہ بھی اس فانی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور مرضی کے مطابق وقت گزار کر عالم آخرت کی طرف کوچ فرما گئے۔

افضل الخلائق بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' مراد رحمۃ للعالمین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کامل الحیاء والعفۃ مظلوم کائنات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام صحابہ کرام' اولیاء کرام' اقطاب' ابدال' مجددین' اغواث' شاہ و گدا' محمود و ایاز' مالک و مملوک' فقیر و غنی' اپنے زمانے کا ہر موسیٰ و فرعون' ہر شیطان و ولی' اس دنیا سے سدھار گیا اور سدھار جائے گا' کوئی "رحمۃ اللہ علیہ" اور "نور اللہ مرقدہ" اپنے نام کے ساتھ لکھوا گیا' کوئی آنجہانی کا خطاب پا گیا' کوئی اپنے سینے پر مظلومیت و شہادت کا تمغہ سجا کر خون کو مشک و عنبر بنا کر رب کے دربار میں پیش ہوا' تو کوئی اپنی پیشانی کو ظلم و بربریت کی سیاہی سے داغدار کرکے اپنے ناپاک سڑے ہوئے بدبودار خون کے ساتھ خائب و خاسر ہوکر پیش ہوا اور ہوگا۔

گزشتہ کئی سالوں سے پے در پے حوادث و سانحات ٹوٹی ہوئی لڑی کے تیز رفتار دانوں کی طرح پیش آ رہے ہیں۔ حضرت مفتی عبدالسمیع رحمہ اللہ اور ان کے رفقائے کرام کے واقعہ شہادت کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوکر اپنی کمر سیدھی نہ کر پائے تھے کہ حکیم العصر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ' کی شہادت کا واقعہ سینے سے لگانا پڑا۔ حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ علیہ کی شہادت سے متاثرہ عوام و خواص علماء طلباء اپنے درد دل کا علاج کرانے کے لئے امام المجاہدین حضرت اقدس مولانا مفتی نظام الدین شامزی رحمہ اللہ کو اپنے دکھوں اور غموں کا مداوا و مسیحا بنانے کا سوچ ہی رہے تھے کہ قلوب شکستہ و غمزدہ کو انہیں بھی براہ کنج شہداء سفر سعادت کی طرف روانہ ہونا پڑا۔ حضرت شامزی شہید رحمہ اللہ کے محبین اپنے گھروں کو پہنچ کر اپنے آنسو نہ پونچھنے پائے تھے اور حضرت مفتی نظام الدین شامزی شہید کے چاہنے والے عوام و خواص اور ان کے متعلقین کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی نہیں ہوئی تھیں کہ حضرت مفتی محمد جمیل خان ہر چھوٹے بڑے اور ہم سب کے جمیل بھائی تمام دینی و علمی حلقوں کو اجتماعی اور انفرادی ہر شخص کے دل کی دنیا کو مکمل اندھیر کر گئے۔

حضرت مفتی شامزی شہیدؒ کی شہادت سے کائنات میں جو ظلمت و اندھیر آئی تھی' مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے حادثے سے وہ "ظلمت بعضہا فوق"

بن کر گھٹا ٹوپ اندھیرے میں تبدیل ہو کر آنکھ کی روشنی کے ساتھ ساتھ دل و دماغ کو بھی اندھیر کر گئی‘ سورج اور چاند مکمل طور پر گہن کھا کر کائنات کو ظاہری روشنی سے محروم کر گئے۔ دینی‘ علمی‘ سیاسی اور سماجی تمام حلقوں میں بلیک آؤٹ ہو گیا۔

جمیل بھائی (مفتی محمد جمیل خان) کے ناگہانی حادثۂ شہادت نے ہر صاحب دل کی کمر کو توڑ کر رکھ دی ہے‘ ہر شخص آپ کے غم میں نڈھال اور ہر آنکھ آپ کی جدائی پر اشک بار ہے‘ بلند و بالا علم و فضل کے پہاڑ تھرا رہے ہیں‘ بڑی بڑی قد آور شخصیات لرزاں و ترساں بلوں میں دبک گئی ہیں‘ علم و عمل کے رستم زماں اپنی کھولیوں میں سر چھپائے بیٹھے ہوئے ہیں‘ اس لئے کہ اب جمیل بھائی جیسا پشتے بان نہیں رہا‘ واقعات و سانحات اس سے قبل بھی ہوئے اور بعد میں بھی ہوتے ہی رہیں گے کہ یہی دنیا کی ریت ہے‘ لیکن ایسا حادثہ و سانحہ جو تمام راستوں کو بند کر گیا شاید نہ آئے۔

عارف باللہ حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالحئی رحمہ اللہ اپنی بیاض میں ایک شعر فرماتے ہیں:

ہزاروں واقعات زندگی ہیں کہ جن کی یاد تک دل میں نہیں ہے
مگر کچھ سانحات زندگی ہیں کہ جن کا زخم دل میں جاگزیں ہے

ہم تمام قلوب شکستہ کا حال بھی حضرت عارفیؒ رحمہ اللہ کے اس شعر کا عین مصداق بنا ہوا ہے۔ کاش! کہ دل و جگر کے زخموں کو چھیل کر صفحۂ قرطاس پر لانے کی کوئی صورت ہوتی؟

آنسوؤں کو حروف کا لبادہ اوڑھانا یا پریشانیوں کو الفاظ کا جامہ پہنانا اور ہموم و غموم کے شعلوں کو معرض تحریر میں لانا ممکن ہوتا‘ جمیل بھائی آپ کے حادثے سے قلب حزیں پر جو داغ لگے ہیں‘ سینہ چیر کر وہ دکھانا ممکن نہیں ہے۔ بزرگوں سے سنتے آئے‘ کتابوں میں پڑھتے آئے اور زندگی بھر یہ مشاہدہ کرتے آئے کہ وقت کے ساتھ زخم بھرتے گئے اور دل کے زخم اور غم و حزن کے لئے وقت سب سے بڑا مرہم ثابت ہوا۔

جمیل بھائی! آپ کے جانے سے جو نقصان و خسران ہے‘ اس کے عمیق کا اندازہ لگانے کے لئے شاید ابھی تک کوئی پیمانہ وجود میں نہیں آیا۔

گزشتہ چند سالوں میں جو پے در پے حوادث آرہے ہیں اور ان حوادث سے دل و دماغ میں جو چنگاریاں لگی ہوئی تھیں‘ آپ کی ناگہانی شہادت کے سانحے نے ان چنگاریوں کو الاؤ بنا دیا ہے‘ ایسا الاؤ جس کے سامنے نارفارس بھی ہیچ لگتا ہے۔

کاش! کوئی صورت ہوتی اس اندرونی الاؤ اور کھنچاؤ کے ظہور کی تو ممکن ہے کہ آنکھوں کے راستے آنسوؤں کی شکل میں نکلنے سے آگ کے بجھنے کی کوئی سبیل ہوتی۔ آنسو بھی تو ختم ہو گئے چھوٹے سے دماغ سے پانی بھی کتنا نکلے؟ چودہ پندرہ سال سے مسلسل بہہ ہی رہے ہیں‘ حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے سانحہ ارتحال سے جو بہنا شروع ہوئے تو بند ہی نہیں ہوئے‘ اپنے مشائخ کی شہادت پر بہہ رہے ہیں‘ اساتذہ کی رفاقت پر بہہ رہے ہیں‘ تھوڑی بہت نمی رہ گئی تھی‘ وہ جمیل بھائی کے حادثے پر سیلاب کی شکل میں بہہ گئی اب تو آنکھیں بھی خشک ہو کر پتھرانے لگی ہیں‘ آنکھوں کی خشکی اور پتھراہٹ غم کی گرمی سے دل و دماغ کو بھی جلا رہی ہے‘ اچھا ہوا کہ اب رونا بھی بند ہو گیا‘ چپ کرانے والا‘ آنسوؤں کو پونچھنے والا‘ سینے سے لگا کر تھپکیاں دینے والا اور اپنی تسلی آمیز باتوں سے ڈھارس بندھانے والا بھی تو کوئی نہیں رہا۔

جمیل بھائی ہی تو تھپکیاں اور دلاسے دیا کرتے تھے‘ ہچکیاں روکنے کے لئے پانی پلایا کرتے تھے۔ نعمانی صاحب‘ جمیل بھائی کے سانحے کے بعد مجھ سے فرما رہے تھے‘ اب تو کس کے ساتھ لڑے گا؟ بالکل سچ کہا نعمانی صاحب آپ نے! عزیز الرحمن اب کس سے گلے شکوے کرے گا‘ کس سے ناز برداریاں کرائے گا اور کس سے لڑے گا۔ گلے شکوے اور اظہار غم بھی تو اپنوں ہی کے سامنے ہوتا ہے۔

جمیل بھائی کی طرح اپنا جو سب سگوں سے بڑھ کر اپنا تھا‘ ہر ایک کی پریشانی اور غم میں اپنی راتوں کی نیند اور دن کا چین و سکون قربان کرنے والا کون ہو اور کہاں سے آئے؟

جمیل بھائی جو ہر چھوٹے بڑے سب کے جمیل بھائی تھے‘ وہ صدیوں میں پیدا ہوتا ہے۔ کائنات میں یقیناً ان کی صفات کے حامل اور بھی بہت سے گزرے ہوں گے‘ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر باکمال آدمی کسی نہ کسی گزشتہ کا پرتو اور عکس ہے‘ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جمیل بھائی میں بعض ایسی صفات تھیں جو (بجز انبیاء و صحابہ کے) ان کو ہر ایک سے ممتاز کرتی تھیں۔

جمیل بھائی آپ نے بھی عجیب کی یا تو ہر شخص کے غم کو اپنے سینے میں چھپا رہے ہیں‘ ہر غمگین کے دکھ کا مداوا کر رہے ہیں‘ ہر ایک کے لئے راتوں کی نیند کو تج رہے ہیں‘ دل کے سکون کو قربان کر رہے ہیں‘ جان مال سب کچھ داؤ پر لگا رہے ہیں یا شدید مشکلات کے وقت میں امت کو بے یار و مددگار‘ بے آب و گیاہ چٹیل میدان میں بھوکا پیاسا چھوڑ کر آنکھیں بند کر کے چپکے سے چل دیئے۔ حیوان ناطق کے جنگل میں جہاں دو پیروں والے بھیڑیئے نما آدمی انسانیت پر مظالم کے ذمہ دار نام نہاد انسانی حقوق کے دعویدار امریکی اور اس کے حواری گورے کالے اور بھورے کتے مسلمانوں اور دین داروں کو آگ و خون میں نہلا رہے ہیں‘ مسلم علاقوں کو بارود کا ڈھیر بنا رہے

ہیں' افغانستان' عراق' فلسطین' چیچنیا' کوسوو' بوسنیا اور عرب ممالک کو اپنی بدمعاشیوں اور مکاریوں کا مرکز و محور بنائے ہوئے ہیں۔

پاکستان سے اسلام اور دین داری کو ختم کرنے کی سازشیں عروج پر پہنچی ہوئی ہیں' دینی مدارس سے روح اسلام کو ختم کرنے کے منصوبے بن رہے ہیں' علماء کو دیوار سے لگا کر عوام کے دلوں سے ان کے وقار کو ختم کیا جا رہا ہے' شعائر اسلام کا کھلے بندوں مذاق اڑایا جا رہا ہے' قرآنی احکامات کو فرسودہ اور دقیانوسی کہا جا رہا ہے وغیرہ ان دلخراش حالات میں جمیل بھائی آپ امت کو کس کے حوالے کر کے چل دیئے۔

جمیل بھائی سمجھ نہیں آتا آپ کی اس بے نیازی کو تقدیر کے ایمپے سے تعبیر کیا جائے یا آپ کی بے وفائی سے:

ہوش و حواس گم ہوئے کیسا فراق ہے
کر کے عجیب حال وہ کہاں کھو گیا ہے
آسانیاں چلی گئیں ساری اسی کے ساتھ
جینا بھی اب محال وہ کہاں کھو گیا ہے

آپ تو ماشاء اللہ شہادت سے سرفراز ہو کر اپنے تمام بزرگوں کے سامنے سرخرو ہو کر فخریہ اپنے کارنامے سنا رہے ہوں گے۔

امام اہل سنت حضرت مفتی احمد الرحمن رحمہ اللہ' شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ' مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن نور اللہ مرقدہ' مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہ اللہ اور دیگر تمام اساتذہ کرام حضرت بنوری رحمہ اللہ کے دربار میں آپ کے قصے سن کر فخر سے مولانا بنوری رحمہ اللہ کے سامنے سینہ تان رہے ہوں گے کہ ہم نے آپ کے چمن کی حفاظت اور آبیاری کے لئے جس کا انتخاب کیا تھا وہ یقیناً غلط نہیں تھا۔

مجھے یقین ہے کہ حضرت بنوری رحمہ اللہ نے آپ کے کارنامے سن کر بڑی محبت سے آپ کو سینے سے لگایا ہوگا اور پھر آپ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش کیا ہوگا۔ یارسول اللہ! آپ کے حکم سے جو مدرسہ بنایا تھا' دیکھ لیں اس مدرسہ سے ایسے ایسے لوگ تمغہ شہادت سجا کر آ رہے ہیں اور یقیناً خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اجمعین کی طرف فخر سے مسکرا کر جمیل بھائی آپ کے استقبال کے لئے اشارہ کیا ہوگا۔

جمیل بھائی آپ کے تو مزے ہوگئے' پہلے ہی گھونٹ سے آپ کی تمام تھکاوٹ دور ہوگئی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بہت بلند فرمائے ہر قسم کی لغزشوں اور خطاؤں کو درگزر فرما کر اعلیٰ علیین میں آپ کو مقام عطا فرمائے۔

اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما ينقى الثوب الابيض من الدنس وباعد بينه وبين خطاياه كما باعدت بين المشرق والمغرب اللهم ابدله داراً خيراً من داره واهلاً خيراً من اهله اللهم لاتفتنا بعده ولا تحرمنا اجره۔

ہم آپ کے سانحہ پر اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کے امیدوار ہیں' اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور آپ کی تشریف بری کے بعد ہمیں کسی قسم کے فتنہ میں مبتلا نہ فرمائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللهم عندك احتسب مصيبتي
فاجرني فيها وابدلني منها خيراً

بقیہ ملفوظات حضرت تھانوی

بیٹھے ہوں اور ذکر اللہ کئے بغیر اٹھ کھڑے ہوں وہ گویا کہ مردہ گدھے کے لاشے سے اٹھے ہیں اور یہ مجلس قیامت کے دن ان پر حسرت ہوگی۔ (ابوداؤد)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پُر انوار مجلس کتنی مبارک مجلس ہوگی' لیکن اس کے باوجود حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سو مرتبہ بھی استغفار کی یہ دعا شمار کرتے تھے: ''رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم'' بعض احادیث میں پندرہ بیس مرتبہ استغفار پڑھنا بھی منقول ہے۔ یہ حالات کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہماری بھی کوئی مجلس ذکر اللہ' توبہ و استغفار سے خالی نہ ہو۔ وہی آیات پڑھ لی جائیں جو حضرت تھانوی قدس سرہ' کے ملفوظ بالا میں مذکور ہیں اور ایک حدیث میں کفارۂ مجلس کی یہ دعا بھی منقول ہے:

''سبحانک اللھم
وبحمدک لا الہ الا انت
استغفرک واتوب الیک۔''

دل خوف و خشیت اور عظمت و جلال خداوندی سے معمور ہو تو توبہ و استغفار اور ایسی دعائیں دل سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہیں اور اگر دل دنیا کی گندگیوں سے بھرا ہوا ہے تو مجلس کے اول و آخر میں دنیا اور فضولیات کے تذکرے ہی ہوتے ہیں' یہ یاد ہی نہیں رہتا کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بھی ہماری مجلس میں کوئی حصہ ہونا چاہئے۔ اللہ پاک ہمیں اپنا دائمی ذکر نصیب فرما دیں۔ آمین۔

حضرت مولانا منظور احمد الحسینی کی یاد میں تعزیتی اجلاس

مورخہ ۳۰/ جنوری کو بعد از دوپہر کولون کی مشہور کاروباری اور سماجی شخصیت محمد منشاء صاحب کی سپر مارکیٹ پر محترم نثار میر صاحب کی زیر صدارت ایک تعزیتی اجلاس ہوا' جس میں مولانا منظور احمد الحسینی صاحبؒ کی وفات پر بے حد رنج اور دکھ کا اظہار کیا گیا اور مولانا حسینی صاحبؒ کی تحفظ ختم نبوت میں کی گئی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا اور مرحوم کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی گئی۔ اجلاس میں سابقہ قادیانی افتخار احمد نے مولانا حسینی صاحبؒ کے اس مناظرے کا خصوصی ذکر کیا جو کہ ۱۵/ اگست ۲۰۰۰ء کو محمد مالک صاحب کے گھر میں ہوا تھا اور جس میں محمد مالک صاحب نے قادیانیت کو جھوٹا قرار دے کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا تھا' وہاں قادیانی مربی ڈاکٹر جلال شمس نے مولانا حسینی صاحبؒ کو مخاطب کر کے یہ دعویٰ کیا تھا کہ چونکہ مرزا غلام احمد کی اہانت کر رہے ہیں' اس لئے یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل کرے گا اور وہ ہلاک ہوں گے' مولانا منظور احمد الحسینی صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ اگر یہ اہانت ہے تو ہم تو کب سے کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے' دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا حسینی صاحبؒ کو حج کے سفر کے دوران مدینہ منورہ میں وفات دی۔ جمعۃ المبارک کو مسجد نبوی میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور جنت البقیع میں ان کی تدفین ہوئی' وہ مناظرہ جو ۱۵/ اگست ۲۰۰۰ء کو محمد مالک کے گھر سے شروع ہوا تھا' اس کا اختتام مورخہ ۱۳/ جنوری ۲۰۰۵ء کو مدینہ منورہ میں مولانا حسینی صاحبؒ کی وفات کے ساتھ ہوا اور مولانا حسینی صاحبؒ جرمنی میں قادیانیت کو نیست و نابود کرتے ہوئے جاتے ہوئے ان کی تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک گئے۔

قادیانیوں کے نزدیک اگر یہ ذلت ہے تو ہر

افتخار احمد بھٹی' جرمنی

مسلمان اس کی تمنا کرتا ہے اور ایسی ہی موت کی خواہش رکھتا ہے جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی موت اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں' ہر شخص ایسی عبرتناک موت سے بچنے کی دعا کرتا ہے۔

میں اپنے اخراجات کا کثیر حصہ یہ کہہ کر ڈالتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہونے والی کانفرنس پر ان کا مال تو کیا جان بھی حاضر ہے' مولانا منظور احمد الحسینی صاحبؒ کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا اور کہا کہ اہالیان کولون (جرمنی) ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ محترم محمد شریف کیانی نے کہا کہ مولانا حسینی صاحب کی کولون میں قادیانیوں کو دی گئی شکست کو کبھی بھلایا نہ جاسکے گا' وہ خود بھی اس مناظرے میں موجود تھے' جس میں قادیانیوں کی ذرگت بنی تھی۔ چوہدری امجد صاحب نے کولون کانفرنس کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ حسینی صاحب کا قادیانیوں کو للکارنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے شیر کی دھاڑ ہوتی ہے۔ محمد مالک صاحب نے اپنے گھر میں ہونے والے مناظرے کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ جرمنی میں قادیانیت کی موت ان کے گھر ہی میں ہوگئی تھی' جب کہ ان کا کریا کرم افتخار احمد صاحب کے قبول اسلام پر ہوگیا تھا۔ نثار میر صاحب نے مولانا منظور احمد الحسینی صاحبؒ کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے لئے ان کے ایثار و خلوص' جذبہ و جنون اور انتھک جدوجہد پر شک نہیں کیا جاسکتا' اس باب میں ان کی جدوجہد یقیناً توشۂ آخرت ہے۔ مختار صاحب' نصر اللہ خان صاحب' اور شاہد اقبال صاحب نے بھی ان کی خدمات کو سراہا۔ شیخ راحیل احمد صاحب علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہوسکے انہوں نے اپنے پیغام میں حسینی صاحبؒ کی انتھک محنت کو سراہا اور دعا کی کہ زندگی کے آخری سانس تک اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے کی توفیق دے۔ آخر میں نثار میر صاحب نے مولانا حسینی صاحب کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور تحفظ ختم نبوت کے لئے ان کی خدمات قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

عبادت کی حقیقت

انسان کا خمیر خاک سے تیار ہوا ہے' اس کے مزاج میں عجز و نیاز داخل ہے' عبودیت و تذلل کا اظہار اس کی طبیعت کا خاصہ ہے' یہی وہ حقیقت ہے' جس کو زبان نبوت (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) نے اس طرح بیان فرمایا:

"دھرتی پر ہر آنے والا فطرت لے کر آتا ہے' پھر اس کے والدین اس کو یہودی' نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔"

یہ وہ فطرت ہے جو دین اسلام کی شکل میں ہر پیدا ہونے والے کے ساتھ آتی ہے اور جدید تحقیق کی رو سے قلب کے کسی گوشہ میں کلمہ "لا الہ الا اللہ" کی شکل میں لکھی ہوئی بھی دیکھی جاسکتی ہے اور نہ دیکھی جاسکے تو بھی ہر انسان کے نہاں خانہ دل میں موجود ہوتی ہے۔ خدائے وحدہ لاشریک لہ کے سامنے سر عجز خم کردینے اور احتیاج و درماندگی کے اظہار کی یہ وہ انسانی سرشت ہے جو ہر وجود میں آنے والے انسان کے اندر پائی جاتی ہے' لیکن گرد و پیش کے تغیرات اور حالات کے اثر سے انسانوں کی تین قسمیں ہوجاتی ہیں۔ ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے جن کی فطرت بالکل ہی مسخ ہوکر رہ جاتی ہے اور وہ سرے سے خدا ہی کا انکار کر بیٹھتے ہیں' دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو خدا کو مانتے ہیں لیکن اس خالق کے ساتھ مخلوقات کو بھی شریک کرلیتے ہیں' ایسے لوگوں میں عجز و تذلل کی فطرت تو ہوتی ہے لیکن وہ اس کے اظہار کا محل بھلادیتے ہیں اور اس طرح فطرت کا ایک بڑا حصہ شرک کی آلودگیوں میں دب کر رہ جاتا ہے۔ تیسری قسم ان کامیاب انسانوں کی ہے جن کی فطرت آب و تاب کے ساتھ چمکتی رہتی ہے اور اگر گناہوں کا کچھ غبار لگ بھی جائے تو وہ توبہ سے اس کو صاف و شفاف کرلیتے ہیں' یہ اللہ کے وہ بندے ہیں جن کو عبودیت اور عجز و نیاز کا وافر حصہ ملا ہے۔ وہ صرف خدائے واحد ہی کے سامنے اس کا اظہار کرتے ہیں' اسی کے سامنے اپنی پیشانی خاک پر رکھتے ہیں' اسی سے دعاو مناجات کرتے ہیں' اسی سے لو لگاتے ہیں' ان کا جینا اور مرنا سب اسی کے لئے ہوجاتا ہے۔

مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیجئے کہ میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنہار ہے۔"

یہ عبادت کی وہ حقیقت ہے جو فطرت انسانی میں داخل ہے اور اسلام نے اس فطرت کو نکھار کر آئینہ کردیا ہے۔ اسلام نے یہ حقیقت بتا کر انسان کی پوری زندگی عبادت بنادی ہے' اور یہ اس کی ضرورت کی تکمیل بھی ہے اور اس کی طبیعت کی تسکین بھی اور یہی اس کی آفرینش کی غایت اور اس کے وجود کا مقصد ہے۔

☆☆.........☆☆

سورۃ کا تعین

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

حجۃ البلاغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نمازوں میں کچھ مصالح اور فوائد کے پیش نظر بعض خاص سورتیں پڑھنا پسند فرمائی ہیں لیکن قطعی طور پر نہ ان کا تعین کیا اور نہ دوسروں کو تاکید فرمائی کہ وہ ایسا ہی کریں' پس اس بارے میں اگر کوئی آپ کا اتباع کرے اور ان نمازوں میں وہی سورتیں اکثر و بیشتر پڑھے تو اچھا ہے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے کوئی بھی مضائقہ نہیں اور حرج بھی نہیں ہے۔ (معارف الحدیث)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں سورۃ متعین کرکے نہیں پڑھا کرتے تھے۔ فرض نمازوں میں چھوٹی بڑی سورتوں میں کوئی ایسی سورۃ نہیں ہے جو آپؐ نے نہ پڑھی ہو اور نوافل میں ایک ایک رکعت میں دو سورتیں بھی آپؐ پڑھ لیتے تھے' لیکن فرض میں نہیں۔ معمولاً آپؐ کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے بڑی ہوا کرتی تھی۔ قرأۃ ختم کرنے کے بعد ذرا دم لیتے' پھر تکبیر کہتے اور رکوع میں چلے جاتے۔ (زاد المعاد)

ہر مذہب میں کچھ بنیادی عقائد اور اصول ہوتے ہیں جن کی بنا پر ایک مذہب دوسرے مذہب سے جدا اور ممتاز سمجھا جاتا ہے

عقائد اسلام اور مرزائیت

تقابلی جائزہ

مفتی محمد راشد مدنی

قسط نمبر ۱۴

مسلمانوں کے عقائد

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا جو سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہو گیا' آپ علیہ السلام کے بعد کسی کو بھی منصب نبوت عطا نہیں کیا جائے گا' خواہ نبوت تشریعی ہو یا غیر تشریعی یا کسی بھی قسم کی ہو۔

حدیث مبارکہ سے ثبوت:

"عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا وارسلت الی الخلق كافه وختم بی النبيون." (مشکوۃ ص ۵۱۲)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دوسرے انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دیا گیا ہوں' مجھ کو جامع کلمات دیئے گئے اور میں رعب کی وجہ سے فتح یاب ہوا اور مال غنیمت میرے لئے حلال ہوا' اور ساری زمین میرے لئے نماز اور تیمم کے لئے بنادی گئی اور میں سارے لوگوں کے لئے رسول ہوں اور نبیوں کے آنے کا سلسلہ مجھ پر ختم کیا گیا۔

مرزائیوں کے عقائد

مرزائیوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوئی' بلکہ آپ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ آپ علیہ السلام کے بعد بھی نبی آ سکتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی سابقہ انبیاء کی طرح نبی ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ ماننے والے کافر ہیں۔

مرزائیوں کی کتابوں سے ثبوت:

"میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ویسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی' صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ" (القول الفصل ص ۳۳ از خلیفہ مرزا)

"میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں' پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں' جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو"

(اخبار الفضل ج ۱۸ مورخہ ۱۵/ جولائی ۱۹۳۰ء)

بنیادی عقائد میں سے ایک بھی عقیدہ سے انحراف مذہب سے تعلق ختم کر دیتا ہے جبکہ قادیانی مذہب نے بیسیوں اسلامی عقائد سے انحراف کیا ہے

صدر مملکت، وزیر اعظم پاکستان اور وفاقی وزیر داخلہ سے مطالبہ

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کیا جائے

- ...... قادیانیوں کو ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین پاکستان میں دوسری متفقہ ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔
- ...... ووٹر لسٹ، پاسپورٹ وشناختی کارڈ کے فارموں میں ختم نبوت کا حلف نامہ رکھا گیا۔
- ...... پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا گیا۔
- ...... ربع صدی سے پاکستان کے تمام حکومتی ادوار میں اس پر عملدرآمد ہوتا رہا۔
- ...... موجودہ دور حکومت میں قادیانیوں کی سازش سے ووٹر لسٹوں سے حلف نامہ حذف کیا گیا اور پھر اسلامیان پاکستان کے اضطراب واحتجاج کے باعث اسے وفاقی حکومت نے واپس لیا۔
- ...... اب پھر حکومتی دوائر میں قادیانی لابی نے شب خون مار کر پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کرا دیا ہے۔
- ...... حالانکہ یہ آئینی طور پر طے شدہ مذہبی وقومی مسئلہ تھا، جسے اب متنازعہ بنا کر اسلامیان عالم کو اضطراب اور اسلامیان پاکستان کو امتحان میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔
- ...... پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ جہاں آئینی تقاضہ تھا، وہاں اس لئے بھی ضروری تھا کہ قادیانی بوجہ غیر مسلم ہونے کے حدود حرمین شریفین میں داخل نہیں ہو سکتے۔ سعودی عرب حرمین شریفین میں قانونی طور پر شاہ فیصل مرحوم کے دور سے ان کا داخلہ بند ہے۔ پاکستان میں دیگر ممالک کی نسبت قادیانی تعداد زیادہ ہے۔ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہ ہونے کے باعث دھوکہ دہی سے وہ مسلمان بن کر حرمین شریفین چلے جاتے تھے، اب مذہب کے خانہ کو پاسپورٹ سے حذف کر کے قادیانیوں کی چال بطور دھوکہ دہی کو کامیاب بنانے کی حکومتی سطح پر نامناسب کوشش کی گئی ہے۔
- ...... صدر مملکت، وزیر اعظم، وفاقی وزیر داخلہ، قادیانی لابی کی ناز برداری اور پرورش کی روش ترک کر کے پاسپورٹ کے فارم میں حلف نامہ اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کو حسب سابق فوری بحال کرنے کا آرڈر جاری کریں۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان